منجانب محمود خان مدیر رہنمائے تعلیم
[illegible] سال — [illegible]

اصحابِ کہف کے صحیفے

فلسطین کی غاروں سے زبورِ مسیح علیہ السلام کا انکشاف

از شیخ عبدالقادر

فہرست ابواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

پیش لفظ۔

فلسطین کے مشرق میں وادیٔ قمران کے غاروں سے ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک بیش بہا صحائف دستیاب ہو چکے ہیں۔ یہ صحیفے جو کہ "Dead Sea Scrolls" کے نام سے موسوم ہیں۔ قرنِ اوّل کے عیسائیوں کا مقدس ورثہ اور ترکہ ہیں۔ جو کہ انیس سو سال کے بعد پھر عیسائی دنیا کے ہاتھوں میں منتقل ہوا۔ ان آثار میں عہدِ عتیق کے نوشتے فرستادۂ حق (حضرت مسیح علیہ السلام) کے زبور، حواریوں کی تحریرات اور ابتدائی عیسائیوں کا لٹریچر شامل ہے۔ ان صحائف پر بین الاقوامی ماہرین کی جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ خود عیسائی علماء اور محققینِ عالم نے اس خزانہ کو برآمد کر کے دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ ابھی تک صرف غار نمبر ۱ کے صحیفے شائع ہوئے ہیں۔ باقی دس غاروں میں سے برآمد ہونے والا لٹریچر آئندہ پندرہ سالوں میں مختلف مراحل سے گذر کر اشاعت پذیر ہوگا۔

شائع شدہ صحائف کے پیش نظر اب یہ امر ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کے عقائد بالکل وہی تھے جو قرآن مجید نے ان کی طرف منسوب کئے ہیں۔

صلیبی موت سے نجات، فلسطین سے ہجرت، دُنیا کے وسیع میدانوں میں سیاحت کا ذکر صحائفِ قمران میں صاف لفظوں میں آیا ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وفات مسیحؑ کے متعلق بے مثال تحقیق کی صداقت اب اظہر من الشمس ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لکھے ہوئے زبور پہلی دفعہ دنیا کے سامنے آئے



(۱) وادیٔ قمران کی غار نمبر ۱ کا منظر



(۲) دو مرتبان جن میں صحائف بند تھے ->

★

ہیں۔ ان زبوروں سے قرآنی بیانات کی صداقت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے۔

الغرض یہ جدید انکشاف عیسائیت کی دو ہزار سالہ تاریخ میں فقید المثال اور ایک عظیم الشان انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔

زیر نظر کتابچہ میں ان صحائف پر طائرانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ بہت سا کام ابھی باقی ہے۔ جس کے لئے وقت، محنت، السنۂ سامیہ اور صحائفِ قرآن کے گہرے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ بحیرۂ مردار کے آثارِ قدیمہ متلاشیانِ صداقت کو دعوتِ تحقیق دے رہے ہیں۔

فرض ناشناسی ہوگی اگر میں اس تالیف کے سلسلہ میں برادرم ملک بشارت ربّانی صاحب بی۔ایس۔سی کا شکریہ ادا نہ کروں۔ نہ صرف ترجمہ کے کام میں گراں قدر امداد سے انہوں نے نوازا ہے۔ بلکہ آخری مرحلہ تک، آپ میرے ساتھ شاملِ تحقیق رہے ہیں۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

اس پیش لفظ کے ساتھ نئے سال کا تحفہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالٰے اِسے عیسائی بھائیوں کے لئے راہ نمائی اور ہدایت کا موجب بنائے اور سب پڑھنے والوں کو ان حقائق سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

تشنۂ دُعا

عبدالقادر

۱۱۰۔ چوبرجی پارک۔ لاہور
یکم جنوری ۱۹۶۰ء

تمہید

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ صلیب پر فوت ہوئے۔ آپ یہودیوں کے پنجہ سے بچا لئے گئے۔ خدا تعالٰے نے آپ کو اور آپ کی والدہ کو مصائب سے نجات دے کر ایک اونچی جگہ پر پناہ دی جو رہائش کی عمدہ جگہ ہے۔ جہاں دشمنوں سے بچاؤ اور جائے قرار مہیا ہے اس جگہ چشمے جاری ہیں۔ آپ بڑھاپے کی عمر کو پہنچے۔ یہاں تک کہ آپ فوت ہوگئے۔ اور اللہ تعالٰے نے آپ کو رفع رُوحانی سے نوازا۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں جس میں آپ وفات پا گئے۔ فرمایا۔

"جبریل نے مجھے خبر دی کہ عیسٰی بن مریم ایک سَو بیس برس زندہ رہے"

(حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۸)

تاریخ سے ثابت ہے کہ ۳۳ سال کی عمر میں حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو صلیب دی گئی۔ صلیب پر آپ فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ زندہ اُتار لئے گئے۔ آپ کے کفن پر جو نئی تحقیقات ہوئی ہے۔ اس سے یہ امر روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔ واقعۂ صلیب کے بعد آپ فلسطین سے ہجرت کر گئے اور بنی اسرائیل کے اسباط عشرہ کی تلاش میں قدیم ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں میں تشریف لائے انجیل میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ہجرت کا ذکر واضح طور پر موجود ہے۔ مثلاً

۱۔ "میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں ۔۔۔ میں جاتا ہوں کہ تمہارے

لئے جگہ تیار کروں۔" (یوحنا ۱۴/۲)
حدیثِ رسولؐ میں بھی یہی الفاظ ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰ تو اس مکان یعنی جگہ سے کسی دوسرے مکان کی طرف چلا جا تاکہ پہچانا نہ جائے۔ اور تجھے ایذا نہ دی جائے۔" (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۴)

۲- پروفیسر چارلس کٹلر ٹوری نے جو کہ السنۂ سامیہ کے بہت بڑے ماہر ہیں اناجیل اربعہ کا ترجمہ آرامی زبان کو مدنظر رکھ کر کیا ہے۔ انہوں نے جہاں اپنے ترجمہ میں حضرت مسیحؑ ناصری کے آسمان پر جانے کے بیانات مرقس اور لوقا کے آخری باب سے بالکل حذف کر دیئے ہیں۔ کیونکہ یہ سراسر الحاقی ثابت ہو چکے ہیں۔ وہاں آپ نے جگہ جگہ ترجمہ میں تبدیلی کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ یونانی متن آرامی زبان کے مفہوم کو ادا کرنے سے قاصر رہا ہے۔ دیباچہ میں لکھتے ہیں:-

"اس میں کسی کو کلام نہیں کہ مسیح اور اس کے شاگرد آرامی بولتے اور آرامی لکھتے تھے۔ مسیح کے کلمات، مواعظ اور اس کے کارہائے زندگی آرامی زبان میں ضبطِ تحریر میں لائے گئے اور اسی زبان میں پہلے پہل انہوں نے اشاعت پائی۔"

آگے چل کر انہوں نے ثابت کیا ہے کہ آرامی اناجیل، کا جب یونانی ترجمہ کیا گیا۔ تو کئی جگہ ترجمہ کی غلطی کی وجہ سے اصل مطلب نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ مثلاً انجیل یوحنا میں لکھا ہے۔

"ضرور ہے کہ ابنِ آدم اُوپر اُٹھایا جائے۔" (یوحنا ۱۲/۳۴)

حالانکہ حضرت مسیحؑ کے آرامی الفاظ کا مفہوم یہ تھا کہ ابنِ آدم کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہاں سے چلا جائے۔ اس مقام اور اس کے سیاق و سباق کا ترجمہ

پروفیسر چارلس کٹلر ٹوری نے آرامی کو مدنظر رکھ کر بایں الفاظ کیا ہے۔

"لوگوں نے یسوع کو جواب دیا۔ کہ ہم نے شریعت کی یہ بات سُنی ہے کہ مسیح ابد تک رہے گا پھر تو کیونکر کہتا ہے کہ ابنِ آدم ضرور ہی (ارضِ فلسطین) سے جانے والا ہے۔ یہ ابنِ آدم کون ہے؟ پس یسُوع نے اُن سے کہا کہ اور تھوڑی دیر تک نُور تمہارے درمیان ہے۔"

اِن آیات کے نیچے جو نوٹ دیا گیا ہے وہ قابلِ غور ہے۔ پروفیسر موصوف لکھتے ہیں۔

"آرامی لفظ جو کہ اُوپر اُٹھائے جانے کے معنی دیتا ہے۔ اکثر اوقات یہ لفظ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح لفظ "ارض" سے مُراد محاورہ میں فلسطین کی سرزمین ہے۔"

(فور گاسپل از چارلس کٹلر ٹوری صفحہ ۲۱۴)

اس ترمیم نے یہ ثابت کر دیا کہ انجیل یوحنا کے اصل بیان میں ہجرت کا ذکر ہے حضرت مسیح ناصری یہودیوں کو کہتے ہیں کہ مسیح کے لئے یہ مقدر ہے۔ کہ وُہ یروشلم کو چھوڑ جائے اور سرزمینِ فلسطین سے ہجرت اختیار کرے۔ یہودی کہتے ہیں کہ کتاب مقدس میں لکھا ہے کہ مسیح جب آئے گا تو ابد تک یروشلم میں رہیگا تُو کیسا مسیح ہے جو ہجرت کی باتیں کرتا ہے۔

قرآن مجید میں بھی "ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ" اور "مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ" کے معنے زمین سے ہجرت کے ہیں۔ یہ الفاظ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"مخفی طور پر ایک ہجرت تھی۔ جس کو نادانوں نے آسمان قرار دے دیا۔" (ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی آخری سطر)

۳- انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود بھی حضرت مسیحؑ ناصری کی باتوں

یہی سمجھتے تھے کہ آپ کا ارادہ بنی اسرائیل کے اُن قبیلوں تک جانے کا ہے جو کہ غیر قوموں میں پراگندہ ہیں۔ انجیل یُوحنا میں لکھا ہے۔

"یہودیوں نے آپس میں کہا کہ یہ کہاں جائے گا کہ ہم اسے نہ پائیں گے کیا اُن کے پاس جائے گا جو غیر قوموں میں پراگندہ ہیں اور غیر قوموں کو تعلیم دے گا؟ یہ کیا بات ہے جو اس نے کہی کہ تم مجھے ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے اور جہاں میں ہوں گا تم نہیں آسکتے۔"

(یوحنا ۷/۳۲ تا ۳۶ آتھورائزڈ ورشن)

ان آیات کی شرح میں پیکس تفسیر بائیبل میں لکھا ہے۔

"قومِ یہود کے سردار مسیح کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ مسیح اس خطرے سے باخبر ہے۔ وہ اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ وہ اُنکے ساتھ زیادہ دیر تک نہ رہے گا۔ وُہ اُسے ملنا چاہیں گے۔ لیکن نہ پا سکیں گے . . . .

شاید مسیح ان علاقوں میں جانے کے لئے سوچ رہا تھا جہاں یہود جلا وطنی کے بعد بس گئے تھے۔"

البرٹ ہیما جو ایک امریکن یونیورسٹی میں تاریخ کے پروفیسر ہیں۔ اپنی کتاب "Ancient History" یعنی تاریخ قدیم میں انجیل کے اس بیان پر لکھتے ہیں:۔

"ایک دن جب حضرت مسیح ناصری ایک پُرجوش وعظ فرما رہے تھے۔ اس وعظ میں آپ نے اپنی روانگی کا ذکر کیا۔ تو کچھ لوگوں نے حیرانگی کا اظہار کیا۔ کہ کیا یہ بنی اسرائیل کے گُم شدہ قبائل میں جا کر تبلیغ کا ارادہ رکھتے ہیں۔" (صفحہ ۳۸)

۴۔ حضرت مسیح ناصریؑ کا مشن کیا تھا۔ فرمایا۔

"میری اَور بھی بھیڑیں ہیں جو کہ اس بھیڑ خانہ میں نہیں۔ مجھے اُن کو بھی لانا ضرور ہے۔ وہ میرا کلام سُنیں گی" (یوحنا ۱۰/۱۶)

ان حوالوں سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری کے دوست، ہم عصر اور حواری یہ سمجھتے تھے کہ آپ کو ارضِ کنعان سے ہجرت کرنا پڑے گی اور بنی اسرائیل کے اسباطِ عشرہ تک پیغامِ حق پہنچانا ہوگا۔ اس مشن کو آپ نے واقعۂ صلیب کے بعد پُورا کیا۔

مسٹر سٹیفن گراہم اپنی کتاب

"With the Russian Pilgrims to Jerusalem"

میں لکھتے ہیں:۔

"غالباً مسیح کی موت کے بعد کئی سال تک اُن کے درمیان ایک عجیب خبر پھیلی رہی کہ وہ زمین پر کسی دُور دراز جگہ میں ہیں۔ اور وہ عنقریب دوبارہ ظاہر ہوں گے۔" (صفحہ ۱۱۱)

۵۔ مشہور بائیبل سکالر سی۔ آر گریگرے کو انجیل مرقس کا ایک نُسخہ خطّۂ یونان میں کوہ ایتھاس سے اُنیسویں صدی کے آخر میں ملا۔ انجیل مرقس کے اختتام پر جہاں یہ ذکر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب کے بعد جس کشادہ قبر میں رکھے گئے۔ اس سے آپ زندہ باہر نکل آئے آپ نے شاگردوں کو پیغام دیا۔ کہ وہ مجھے گلیل میں آکر ملیں۔ اس کے بعد اس نسخہ میں لکھا ہے:۔

"ان واقعات کے بعد لیسُوع خود بھی مشرق سے ظاہر ہوا۔ اور اُس نے اُن کی معرفت (یعنی حواریوں کے ذریعہ) مغرب تک

حیاتِ جاوید کی پاک اور لازوال مُنادی پھیلائی۔ اُمین [1]

انجیل مرقس کے اس آخری ورق سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو حادثۂ صلیب کے بعد نئی زندگی عطا ہوئی۔ رومن حکومت کے خطرہ اور یہود کی دشمنی کے باعث آپ مخفی ہو گئے اور مشرق میں آکر آپ ظاہر ہوئے۔ اور مغرب میں آپ کا پیغام حواریوں نے پہنچایا۔

۶۔ صلیبی موت سے نجات اور فلسطین سے ہجرت کے متعلق سینکڑوں شواہد مل چکے ہیں۔ ایک زبردست شہادت عصرِ حاضر میں "بحیرۂ مُردار کے صحائف" کی صورت میں دستیاب ہوئی ہے۔

۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۵۶ء تک بحیرۂ مُردار کے ساحلی علاقہ یعنی وادیٔ قمران کی غاروں سے جو صحائف برآمد ہوئے ہیں وہ حضرت مسیحؑ کی نامعلوم زندگی پر روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ صحائف پہلی صدی عیسوی کے عیسائیوں کا مقدس ورثہ ہیں۔ اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کا ایک راستباز نبی یہودیوں کی طرف مبعوث ہوا۔ یروشلم کے علمائے یہود اور سردار کاہن نے اس کی مخالفت اور دشمنی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اسے گرفتار کر کے مارا پیٹا گیا۔ اور ایک غلط فیصلہ کی بھینٹ اُسے چڑھا دیا لیکن اللہ تعالےٰ نے اس صادق انسان اور راستباز نبی کو دشمنوں کے پنجہ اور موت کے منہ میں سے بچا لیا۔ یہود اُسے لعنتی موت مارنا چاہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کو اس کا رفع کرنا منظور تھا۔ خدا تعالےٰ کا کلمہ بلند ہوا اور دشمن خائب و خاسر ہوئے۔

[1] Canon and Text of the New Testament by C.R. Gregory. P. 512.

ان صحائف میں مذکورہ مقدس انسان کے وہ گیت بھی شامل ہیں جو کہ اس نے خدا تعالیٰ کی حمد میں لکھے۔ ان گیتوں میں بھی یہی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے میری تضرعات کو سُنا اور میری دُعاؤں کو قبول کیا اور مجھے موت کی گرفت سے بچا لیا۔ اب میں دُنیا کے وسیع میدانوں میں سفر کروں گا۔ اور یہود کی مجالس میں خدا تعالےٰ کی ثناء ہو گی اور اللہ تعالیٰ کی حمد پھیلے گی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق قرآنی بیانات کی حرف بحرف تائید ان صحائف سے ہوتی ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "مسیح ہندوستان میں" میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات کے متعلق اور ارضِ کنعان سے ہجرت کے بارہ میں جو نظریہ پیش کیا۔ اس کی تصدیق بھی ان صحائف سے ہو رہی ہے۔ آئندہ اوراق میں اس اجمال کی تفصیل آپ ملاحظہ کریں گے۔

وادیٔ قمران میں اصحاب کہف کے آثارِ قدیمہ بھی ملے ہیں۔ غاروں سے باہر سطح مرتفع پر عمارات کے آثار، برتن، سکے اور دوسری استعمال کی چیزیں برآمد ہوئی ہیں۔ یہ آثار کس زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں؟ ماہرینِ آثارِ قدیمہ کی تحقیق درج ذیل ہے:-

"خرابۂ قمران کے آثارِ قدیمہ سے بلا شک و شبہ یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے۔ کہ پہلی صدی عیسوی کے آخری ربع میں ان غاروں کے اندر سب کا سب سامان رکھا گیا۔" [1]

[1] Discoveries in the Judaean Desert. 1 Qumran Cave 1. by D. Barthelemy, O.P. and J. T. Milik. P. 4.

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان "یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ" کی وضاحت میں فرماتے ہیں:۔

"اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائینگے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائیگی تب انجام ہوگا۔ اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائیگی لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو علمی اور استدلالی رنگ میں دنیا میں ظاہر ہوں گے۔

پس ضرور تھا کہ آسمان ان امور اور ان شہادتوں اور ان قطعی اور یقینی ثبوتوں کو ظاہر نہ کرتا جبتک کہ مسیح موعود دنیا میں نہ آتا اور ایسا ہی ہوا۔ اور اب سے جو وہ موعود ظاہر ہوا۔ ہر ایک کی آنکھ کھلے گی۔ اور غور کرنے والے غور کریں گے کیونکہ خدا کا مسیح آگیا۔ . . . . اب ہر ایک سعید کو فہم عطا کیا جائیگا۔ اور ہر ایک رشید کو عقل دی جائیگی۔ کیونکہ جو چیز آسمان میں چمکتی ہے وہ ضرور زمین کو بھی منور کرتی ہے۔ مبارک وہ جو اس روشنی سے حصہ لے (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۶۲) مطبوعہ ۱۸۹۹ء

اہلِ قمران کا تاریخی پس منظر

باب اوّل

اُخُوّتِ ایسّین

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے زمانہ میں یہودی مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے تھے۔ مشہور فرقے فریسی۔ صدوقی اور ایسینی تھے۔ ہمارا آج کا موضوع ایسینی فرقے کی تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔

ارضِ کنعان کے اس سنگلاخ علاقہ کا نام جو کہ بحیرہ مردار کے شمال مغرب میں واقع ہے۔ وادیٔ قمران ہے۔ اس کی غاروں میں آج سے دو ہزار سال قبل اُخوتِ ایسّین[1] نے مشعلِ ایمان روشن کر رکھی تھی۔ یہ خدا ترس اور خدا پرست لوگ حضرت یسعیاہ نبی کے ارشاد کے مطابق کہ

"بیابان میں خداوند کی راہ تیار کرو" یسعیاہ ۴۰/۳

[1] ایسّین آرامی لفظ "Chasia" یا "Chasen" کی یونانی شکل معلوم ہوتی ہے جس کے معنی "مقدس انسان" کے ہیں۔ The Dead Sea Community by Kurt Schubert. P. 123

یہودیہ کے بیابان میں آبسے۔ یہ لوگ اسرائیلی مسیح اور بعثتِ نبیٔ موعود کی تیاری کے لئے دُنیا سے الگ تھلگ ایک رُوحانی تنظیم کی بُنیاد رکھ چکے تھے۔ حضرت یرمیاہ نبی کی بشارت میں ہے

"دیکھ وُہ دن آتے ہیں۔ خداوند فرماتا ہے۔ جب میں اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے کے ساتھ نیا عہد باندھوں گا۔" یرمیاہ ۳۱/۳۱

یہ لوگ اس نئے عہد کے لئے چشم براہ تھے۔ اس لئے ان کا ایک نام "جماعتِ میثاقِ نَو" بھی ہے۔ تاریخ میں یہ لوگ اخوتِ ایسّینین کے نام سے مشہور ہیں۔ اُن کا مرکز فلسطین کے مشرق میں وادیٔ قمران میں تھا۔ لیکن اس تنظیم کی شاخیں تمام ملک میں پھیلی ہوئی تھیں۔

پہلی صدی کے مصنّفین جوزیفس، پلینی اور فیلو نے اُن کے مفصّل حالات سے دُنیا کو آگاہ کیا ہے۔ جوزیفس کی شہادت اس لحاظ سے بہت ثقہ ہے۔ کہ وُہ خود بھی اخوّتِ ایسّینین میں باقاعدہ داخل ہوگیا تھا۔ اگرچہ بعد میں اُس نے فریسی فرقہ کے مسائل کو اختیار کر لیا تھا۔ وہ تین سال تک ایسّینی فرقہ کا برابر رُکن رہا۔ اس لئے اُس نے جو کچھ لکھا ہے وہ ثقہ اور قابلِ وقعت ہے۔ ان تینوں مصنّفین کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسّینی اخوّت کے لوگ بحیرۂ مُردار کے مغربی ساحل کے قریب رہائش رکھتے تھے۔ اکٹھے دُعائیں کرتے۔ مل جُل کر کھانا کھاتے۔ مقدّس کتابوں کی کتابت اور حفاظت ان کا اہم کام اور اُن کی تلاوت ان کے لئے رُوحانی غذا تھی۔ یہ لوگ محنت کش طبقہ سے تعلق رکھنے کسان، گڈریے، گوالے، شہد کی مکھیاں پالنے والے، دستکار اور ہُنرمند لوگ تھے۔ ان کا اپنا بیت المال تھا۔ جس میں یہ اپنی آمد جمع کرا دیتے۔ اور اس سے اُن کی ضروریات پوری ہوتیں۔ غریبوں اور مظلوموں کی امداد اُن

طرۂ امتیاز تھا۔ یہ لوگ عام طور پر شادیوں سے اجتناب کرتے۔ گو ان کا ایک طبقہ اس کے مخالف تھا[۱]۔ وہ اسے اللہ تعالےٰ کی خالقیت کے خلاف سمجھتا۔ سفید اور براق لباس ان کا خاص نشان تھا۔ علمائے فطرت و مذہب کا یہ گروہ طبابت میں یدِطولیٰ رکھتا۔ کیونکہ خدمتِ خلق کا یہ ایک مؤثر ذریعہ تھا۔ یہ لوگ دوسرے لوگوں کے بچوں کو متبنّٰی بنا کر اُن کو ہر قسم کے علوم، اخلاق اور دینی باتیں بڑی شفقت سے سکھاتے۔ ان لوگوں کا ایک حصّہ کمال درجہ کے زہد و اتقاد کے نتیجہ میں صاحبِ کشف و کرامت تھا۔ اسرارِ الٰہیہ سے اُن کو خبر دی جاتی۔ یہ لوگ پیشگوئیاں بھی کرتے جو کہ اکثر صحیح نکلتیں۔ وُہ ہر

[۱] وادیٔ قمران کے صحائف اور آثارِ قدیمہ سے قمرانی سوسائٹی میں عورتوں اور بچوں کی موجودگی ثابت ہے۔ دراصل سارے ایسّینی شادی سے اجتناب نہیں کرتے تھے۔ ان کے دو گروہ تھے۔ ایک واقفینِ سلسلہ کا گروہ تھا۔ جو کہ لمبی آزمائشوں کے بعد اس درجہ تک پہنچتا۔ دوسرے عوام تھے۔ عوام کے لئے ذاتی اموال اور شادی بیاہ کی اجازت تھی۔ دستورالعمل اور صحیفۂ دمشق میں عورتوں اور بچوں کے لئے قوانین کا ذکر ہے۔ بیس سال کی عمر میں شادی کرنے کی اجازت ہے۔ عوام کے لئے ذاتی اموال رکھنے کی بھی اجازت ہے۔ قبرستان بھی دو قسم کے ملتے ہیں۔ بعض میں صرف مردوں کے ڈھانچے ملتے ہیں اور بعض میں مردوں، عورتوں اور بچوں کے ملے جُلے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی قسم کے قبرستان جو کہ بڑی احتیاط سے بنائے گئے ہیں۔ واقفین کے ہیں اور دوسرے غیر واقفین کے جو کہ گھر گرہستی تھے۔ ظاہر ہے کہ صرف واقفینِ سلسلہ کے لئے شادی وغیرہ کی پابندیاں تھیں۔ شوبرٹ نے ان تفصیلات سے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔ کہ اہلِ قمران میں درویش اور عوام دو گروہ تھے۔

تفصیل کے ملاحظہ ہو:-

(The Dead Sea Community 24, 43; 44.)

معاملہ میں اپنے امیر کے حکم کے تابع رہتے۔ باوجودیکہ یہ لوگ بڑی سختی سے تورات پر عامل تھے۔ علمائے اسرائیل انہیں یہودیت سے خارج سمجھتے۔

یہودیوں کے ساتھ رومیوں کی لڑائی (۶۶ تا ۷۰ عیسوی) کے دوران میں ان پر زہرہ گداز مظالم توڑے گئے۔ ان کے بہت سے لوگ گاڑیوں کے پہیوں کے نیچے کچل ڈالے گئے۔ کئی آدمی زندہ جلا دئے گئے۔ دیگوں میں ڈال کر اُبالے گئے عذاب و تعذیب کا ہر بھیانک طریقہ اختیار ہوا۔ لیکن ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ وہ اپنے عزم پر قائم رہے اور بڑے بہادرانہ وقار کے ساتھ پوری خاموشی سے سب مصیبتیں اٹھائیں۔ لوگ اُن کی مردانگی اور ان کے ثباتِ قدم کو دیکھ کر عش عش کرتے تھے۔ اور وُہ اپنی جانیں پروانہ وار شمعِ ایمان پر قربان کرتے چلے جاتے۔

بیعتِ سلسلہ کے وقت ان سے جو عہد لیا جاتا وہ مختصراً درج ذیل ہے۔

"میں اقرار کرتا ہوں کہ میں تمام چیزوں سے بڑھ کر خدا سے خوف کروں گا۔ دِل کو گناہوں کی آلائش سے پاک رکھوں گا۔ تمام نوعِ انسان سے اِنصاف اور ایمان داری سے برتاؤ کروں گا۔ کسی نفسانی جوش یا کسی دُوسرے کی تحریک سے کسی انسان کو ضرر نہیں پہنچاؤں گا اور حق اور راستی کے لئے ہمیشہ جُرأت سے کام لُوں گا"

اس عہد کے آخر میں یہ اقرار لیا جاتا۔

"میں ہمیشہ پوری امانت داری اور احتیاط سے صحائف اور دفاترِ سلسلہ کو محفوظ اور مخفی رکھوں گا۔"

جوزیفس اور فیلو لکھتے ہیں کہ فلسطین میں ان کی تعداد کم و بیش چار ہزار ہے۔ اور یہودیہ کے ہر شہر میں یہ آباد ہیں۔ فیلو نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ لوگ

مصر میں بھی آباد تھے۔ مصر میں ان کی جماعت سکندریہ کے متصل ایک خوشنما وادی میں رہتی تھی۔ محقق علماء کا خیال ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ایسینی تحریکِ اخوت سے وابستہ تھے۔ آپ کے والدین نے بچپن سے ہی آپ کو ایسینیوں کی نگرانی میں دے دیا۔ لُوقا میں لکھا ہے کہ آپ نے اپنا بچپن یہودیہ کے بیابان میں گذارا (لوقا ۱ : ۸۰)۔ یہیں ایسینی بستے تھے۔ آپ کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت میں آپ کے راستباز والدین کے علاوہ ایسینی علمائے فطرت اور برادرانِ طریقت نے پُورا پُورا حصہ لیا۔ تا آنکہ آپ وحیٔ الٰہی سے مخصوص ہوئے۔ اور آپ کا سینہ انوارِ نبوت کا مہبط بن کر نورٌ علیٰ نور ہو گیا[1]۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یحییٰؑ کا لباس، خوراک اور زندگی ہو بہو ایسینیوں جیسی سادہ بلکہ سادہ ترین تھی۔ (متی ۳ : ۴) آپ نے ایسینیوں کے مرکز وادیٔ قمران سے چند میل کے فاصلہ پر دریائے یردن کے دہانہ پر بیعت کے لئے لوگوں کو دعوت دی (متی ۳)۔ اہلِ قمران کے "دستور العمل" میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کی سرکشی اس حد تک ترقی کر چکی تھی کہ وہ الٰہی صداقتوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس لئے نیک لوگوں نے فیصلہ کیا کہ بیابانِ یہودا میں جا کر آباد ہو جائیں اور وہاں حضرت

[1] قرآن مجید نے حضرت یحییٰ کو "سَيِّدًا وَّحَصُورًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ" کہا ہے یعنی وہ ایک جماعت کے پیشوا تھے۔ اور اسی جماعت صالحین میں سے وہ ترقی کر کے نبی بنے تھے۔ آپ نے لذائذِ دُنیا سے اپنے نفس کو روک کر خدا تعالیٰ کے دین کے لئے درویشی اختیار کی ہوئی تھی۔ یہ ایسینی لوگ تھے۔ جن کے آپ آقا و سردار تھے۔ اور یہی وہ صالحین ہیں۔ جن میں سے ترقی کر کے آپ نبی بنے۔

یسعیاہ نبی کے ارشاد کے مطابق اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ (کی بادشاہت) کے لئے تیار کریں۔ (دستور العمل ۸/۱۵) بعینہٖ یہی مشن حضرت یحییٰ کا تھا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسی جماعتِ صلحاء کے پیغمبر تھے۔

حضرت یسعیاہ نبی نے فرمایا تھا کہ

"بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی راہ تیار کرو اور اس کے راستے سیدھے کرو۔" (یسعیاہ - ۴۰/۳)

حضرت یحییٰ اور جماعت قمران کا مشن اس بشارت کے مطابق یہ تھا۔ کہ آنے والے مسیح اور تورات کے نبیٔ موعود کے لئے قوم کو تیار کیا جائے۔ "مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ" میں اسی مشن کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت یحییٰ کا پیغام یہ تھا۔

"توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت قریب آگئی ہے۔"

ایسینی برادرانِ طریقت نے سب سے اوّل آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ وہ آپ پر ایمان لے آئے۔ حضرت یحییٰ کے خاص شاگرد یوحنا اور توما وغیرہ ایسینی تحریک سے وابستہ تھے۔

حضرت یحییٰ کے زمانہ میں گلیل کے ایک گاؤں ناصرہ میں یسُوع نامی ایک راستباز شخص عمر کی تیس بہاریں دیکھ چکا تھا۔ یہ شخص حضرت یحییٰ کا قریبی عزیز اور رشتہ دار اور اخوتِ ایسّین کے نیک کاموں میں شریک تھا۔ اس نے جب یہ سُنا کہ حضرت یحییٰ خدا تعالےٰ کی بادشاہت کی منادی کر رہے ہیں اور بیعت کے لئے دعوت دے رہے ہیں تو وہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر گلیل سے روانہ ہوا اور وادیٔ قمران کے قریب دریائے یردن کے کنارے حضرت یحییٰ سے بپتسمہ لینے آیا۔ بیعت کے معاً بعد اس پر رُوح القدس کا

نزول ہوا۔ اور آسمان سے آواز آئی۔

"یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ آج[1] کے دن اس کی (رُوحانی) ولادت ہوئی ہے۔" (لوقا - ۳/۲۲)

بیعت کے بعد اس شخص نے ایسینیوں کے مرکز کے قریب بیابان میں چالیس دن تک چلہ کیا۔

حضرت یحییٰؑ کی رُوحانی بصیرت نے یسُوع ناصری کو دیکھتے ہی پہچان لیا تھا کہ یہی شخص آنے والا مسیح ہے۔ رُوح القُدس کے نزُول کے بعد یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح تھا۔ حضرت یحییٰؑ چونکہ اسرائیلی مسیح کے لئے بطور ارہاص مبعُوث ہوئے تھے اس لئے آپ نے اخوتِ ایسّین کے لوگوں اور اپنے شاگردوں کو یسُوع ناصری پر ایمان لانے کی وصیت کی۔ اس کے بعد حضرت یحییٰ گرفتار کر لئے گئے۔ اور آپ کو جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔ یسُوع ناصری گلیل میں واپس لوٹے۔ آپ نے حضرت یحییٰ کے الفاظ میں ان کے مشن کے تتبع میں مُنادی شروع کر دی۔

"توبہ کرو۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے" (متی - ۴/۱۷)

حضرت یحییٰ علیہ السّلام کے خاص شاگرد یوحنا اور توما وغیرہ حضرت مسیح کے شاگردوں میں داخل ہو گئے تھے اور ایسینی برادرانِ طریقت جو کہ بحیرۂ مُردار کے مغربی ساحل اور دُوسرے شہروں میں پھیلے ہوئے تھے۔ آہستہ آہستہ آپ پر ایمان لے آئے[2]۔ اس زمانہ کے

[1] عام نسخوں میں یہ فقرہ شامل نہیں ہے "ری وائزڈ سٹینڈرڈ ورشن" میں اس آیت کے حاشیہ پر یہ نوٹ موجود ہے۔ کہ یہ فقرہ کچھ قدیم نسخوں میں شامل ہے۔

[2] پروفیسر شوبرٹ اپنی کتاب The Dead Sea Community میں لکھتے ہیں

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

مذہبی اور سیاسی حالات کے مطابق حفاظتی مصالح کے پیشِ نظر ایک مخفی جماعت کا وجود ضروری تھا۔ اس لئے ان میں سے زیادہ تر افراد کے ایمان کا عمدًا اعلان نہیں ہوا۔ بروئے انجیل انہی مخفی مومنین کے گروہ میں سے یوسف آرمیتیا تھا جو کہ دولتمند اور یہودی کونسل کا ممبر تھا (یوحنا ۱۹/۳۸، مرقس ۱۵/۴۳) اس نے ایسینی برادران کی معیت میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کرکے حضرت مسیح ناصری کو صلیب سے زندہ اُتارنے کا انتظام کیا۔ کشادہ قبر میں آپ کو رکھا گیا۔ ایک ایسینی حکیم نقادیمس نے آپ کا علاج کیا۔

آپ کی خُفیہ طور پر ہجرت کا انتظام بھی انہی کے ذِمّہ تھا۔ قبر پر دو سفید لباس میں ملبوس نوجوان نگرانی کے لئے مامور تھے۔ عورتوں نے اُنہیں فرشتہ سمجھ لیا۔ حالانکہ یہ لوگ ایسینی سلسلہ کے دو ممبر تھے[۵] جو کہ سِلسلہ کا مقررہ لباس پہنے ہوئے تھے۔

صلیب کے بعد حضرت مسیح ناصری اپنے حواریوں کو ملے۔ ان کے عِلاوہ لکھا ہے کہ پانچ صد سے زائد بھائیوں پر آپ ظاہر ہوئے۔ (۱-کرنتھیوں ۱۵/۶) یہ بھائی بحیرۂ مُردار کے قریب رہنے والے ایسینی سلسلہ کے لوگ تھے۔ خانقاہِ قمران کے آثارِ قدیمہ سے ثابت ہے۔ کہ یہاں پانچ صد آدمیوں کی رہائش کا انتظام تھا[۶]۔ ظاہر ہے کہ بالآخر ایسینیوں کے مرکز میں حضرت مسیح پناہ کے لئے پہنچے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) "یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ بہت سے ابتدائی عیسائی حضرت مسیح پر ایمان لانے سے قبل ایسینی تحریک سے وابستہ تھے" صفحہ ۱۵۱-

۵؎ The Crucifixion by An Eye-witness P. 78

۶؎ The Dead Sea Scrolls by Allegro P. D161

مشرق میں حضرت مسیح ناصری کی ہجرت کے بعد ایسینی سلسلہ کے عابدے طریقت برملا آپ کے شاگردوں میں داخل ہو گئے۔ اعمال الرسل میں لکھا ہے کہ کاہنوں کا ایک بڑا گروہ اس دین کے تحت ہو گیا (اعمال ۶/۷)

ان کاہنوں کے متعلق علماء کا یہ خیال ہے کہ یہ ایسینی بزرگوں کا گروہ تھا[۱]۔ اہلِ قمران بھی کاہنوں کے گروہ کے تابع تھے[۲]۔ اعمال الرسل ۲/۴۴ میں ابتدائی عیسائیوں کی معاشرت کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے۔ وہ ایسینیوں سے بالکل مشابہ ہے۔ اشتراکِ اموال، عشائے ربانی، جماعت کا نام "میثاقِ نَو"۔ امیر کے تابع جماعتی زندگی شریعت موسوی کی تابعداری بپتسمہ، موعود نبی کا انتظار، الغرض بہت سے امُور میں ابتدائی عیسائی اور ایسینی باہم مشابہ ہیں۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شوبرٹ کی کتاب "جماعت بحیرۂ مُردار صفحہ ۱۴۷ تا ۱۵۰-)

۶۶ سنہ عیسوی میں طیطس رُومی نے جب یروشلم کا محاصرہ کرلیا۔ اور کلیسیائے یروشلم کے سردار حضرت یعقوب کو جو کہ حضرت مسیح کے بھائی تھے۔ یہودیوں نے ہیکل کے اندر بے دردی سے قتل کر دیا۔ تو عیسائیوں نے فیصلہ کیا کہ یہودیہ کو چھوڑ جانا چاہیئے[۳]۔

حضرت مسیح کا ارشاد بھی تھا۔ کہ

"جب تم یروشلم کو فوجوں سے گھرا ہوا دیکھو تو جان لینا کہ اس کا اُجڑ جانا نزدیک ہے۔ اس وقت جو یہودیہ میں ہوں۔ پہاڑوں پر بھاگ جائیں اور جو یروشلم کے اندر ہوں باہر نکل جائیں" (لُوقا ۲۱/۲۰-۲۱)

۱؎ The Dead Sea Scrolls. by Allegro P. D.161

۲؎ The Dead Sea Community by Kurt Schubert P.126

۳؎ Peake's Commentary on the Bible P. 810

یہ ارشاد اُن کے سامنے تھا۔ رُومی اور یہودی دونوں عیسائیوں کے مخالف تھے۔ یہودی عیسائیت کی وجہ سے اور رُومی یہودیت کے باعث۔ چنانچہ عیسائی یہودیوں سے چار سال قبل یروشلم کو چھوڑ گئے۔ اور دریائے یردن کے پار کے شہروں میں پناہ گزیں ہوئے۔ خصوصاً شہر پیلا میں۔ یہاں سے اُن کا ایک حصّہ ایشیائے کوچک اور روم وغیرہ میں منتقل ہو گیا۔ جب ۶۸ عیسوی میں رُومیوں نے "پیریہ" کا علاقہ اور یروشلم کے ارد گرد کے حصّہ کو فتح کر لیا۔ اور ایسینیوں کے علاقہ میں قتل و غارت گری شروع ہو گئی۔ رُومیوں نے اُن کے مذہبی لٹریچر کو ضائع کرنا بھی شروع کر دیا۔ تو ان حالات میں اپنے مرکز میں رہنا ایسینیوں کے لئے دشوار ہو گیا۔ اس موقعہ پر ایسینیوں نے اپنی عظیم الشان لائبریری کو جس میں صحفِ مقدس جمع تھے۔ قریبی غاروں میں منتقل کر دیا۔ صحیفوں کو سُوتی کپڑوں میں لپیٹ کر مرتبانوں میں بند کر کے غاروں میں پہنچایا گیا۔ غاروں کا منہ بڑے بڑے پتھروں سے بند کر دیا گیا اور خود اپنے عیسائی بھائیوں کے تتبع میں اپنے مرکز کو خالی کر کے چلے گئے۔ یہ واقعہ ۶۸ء عیسوی میں پیش آیا۔ یہ لوگ شرق اردن اور زمانہ گذرتا گیا۔ ۱۹۴۷ء میں ایک بدو اپنی بکری کی تلاش میں بحیرۂ مُردار کے مغربی ساحل پر وادئ قمران کی چٹانوں میں بھٹک رہا تھا۔ اس کی نظر ایک سُوراخ پر پڑی۔ اُس نے اندر ایک پتھر پھینکا۔ تو وہ کسی برتن سے ٹکرایا۔ دُوسرے دن وہ اپنے ساتھی کی مدد سے غار کے اندر داخل ہوا۔ تو دیکھا کہ کچھ برتن قطار اندر قطار پڑے ہیں۔ اُن کو کھولا گیا تو ان میں قدیم صحیفے موجود تھے۔ یہ صحیفے مختلف ذرائع سے برآمد ہو کر دنیا کے بہترین محققین کے سامنے

ط The Dead Sea Community P.25

آئے۔ اس کے علاوہ اسی علاقہ میں دس اور غاروں سے بھی بہت سے صحیفے ملے۔ غار نمبر ۱ کے صحیفے شائع کر دیئے گئے ہیں۔ باقی صحائف پر محققین کی ایک انٹرنیشنل ٹیم کام کر رہی ہے۔ اول الذکر صحائف ہمارا آج کا موضوع ہیں۔

پہلی صدی عیسوی میں پلینی لکھتا ہے۔ کہ اخوتِ ایسینین کا مرکز بحیرۂ مردار کے مغربی ساحل پر "عین جدّی" کے قدیم تباہ شدہ شہر کے شمال میں واقع ہے۔ یہی وہ علاقہ ہے جس میں اڑھائی سو غاروں کو کھولا گیا۔ اور گیارہ غاروں میں سے ۱۹۴۷ء سے لے کر آج تک انبار در انبار، نادر، نایاب بائبل کے صحیفے اور بائبل کے علاوہ دوسرے صحائف مل چکے ہیں۔ جو کہ عبرانی، آرامی اور یونانی میں چمڑے اور پیپرس پر لکھے ہوئے ہیں۔ ایک صحیفہ عبرانی، یونانی، فونیشی اور بعض خفی حروف کے امتزاج سے لکھا گیا۔ خیال ہے کہ اس میں اہلِ قمران کی بعض خفیہ باتیں اور تعلیمات درج ہیںے۔

وادئ قمران میں بحیرۂ مُردار کے مغربی ساحل کی سطح مرتفع پر ایسینین خانقاہ کے کھنڈر بھی مل چکے ہیں۔ اس کی کھدائی میں میٹنگ رُوم، صحیفہ لکھنے والا کمرہ، عبادت گاہ، پانی جمع کرنے اور غسل کے لئے حوض، دواتیں، برتن اور برتن بنانے کا سامان بھٹی اور دوسری چیزیں ملی ہیں۔ قابلِ ذکر چیز سکّے ہیں۔ جو کہ تین مرتبانوں میں بند تھے۔ جن سے تاریخی تعیّن میں بہت مدد ملتی ہے۔ سینکڑوں سکّے اب تک مختلف جگہوں سے مل چکے ہیں۔ جو کہ دو دَوروں سے تعلق رکھتے ہیں۔

اوّل۔ اخوتِ ایسینین کی بنیاد دوسری صدی قبل مسیح میں مکابیوں کے دور میں پڑی۔ اس وقت انہیں "حسیدیم" کہا جاتا۔ یعنی مقدس انسان

ے The Dead Sea Community. P.9

(مکابیوں کا پہلا صحیفہ ۴۲/۱۴ و ۱۴/۱۲) چنانچہ خانقاہ کی کھدائی میں ۱۲۰ قبل مسیح سے لے کر ۶۶ء تک کے سکے ملتے ہیں۔ اس کے بعد رومن فوج کے نشانِ دہم "X" کے سکے ملے ہیں جو کہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ رُومیوں کی "فوجِ دہم" نے (۶۸ عیسوی میں) اس علاقے پر قبضہ کر لیا ہے اور جلے ہوئے آثار بتاتے ہیں۔ کہ محاصرۂ یروشلم کے بعد ایسینیوں کے اس مرکز کو آگ لگا کر جلا دیا گیا۔ بعض نصف جلے ہوئے اور پھٹے ہوئے صحیفے غار نمبر ا سے برآمد ہوئے ہیں۔ جو کہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ ایسینیوں کے صحیفوں کو دشمنوں نے ضائع کرنے کی کوشش کی۔ ایسینیوں نے دو حصے جو کہ بچ گئے تھے۔ جمع کر کے انہیں غار میں محفوظ کر دیا۔ بہرکیف پہلا دَور ۶۸ء پر ختم ہو جاتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسینیوں نے خانقاہِ قمران کو ۶۸ء میں خالی کر دیا۔ وہ رومنوں کے محاصرہ کی وجہ سے وہاں سے نکل گئے۔

دوسرے دَور کے سکے ۱۳۲ء تا ۱۳۵ء عیسوی کے ملے ہیں۔ یہ دَور رُومیوں کے خلاف یہودیوں کی دوسری بغاوت سے تعلق رکھتا ہے اس دور میں باغی یہودی لیڈر اور ان کے ساتھی یہاں پناہ گزیں ہوئے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عیسائی محاصرۂ یروشلم کے آغاز میں یعنی ۶۶ء عیسوی کے آخر میں یہودیہ کو چھوڑ کر اردن کے پار چلے گئے تھے۔ خانقاہ ایسینین میں پہلے دَور کے آخری سکے ۶۸ء تک کے ملے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یروشلم کے عیسائیوں کے بعد ایسینی بھی اپنے علاقہ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

دُنیا کے بہترین محققین اور آثار قدیمہ کے ماہرین کی رائے میں وادیٔ

The Riddle of the Scrolls by Medico P.152, 155 [1]

قمران وہی علاقہ ہے جہاں ایسینین بسے ہوئے تھے۔ ملنے والے صحیفے ایسینیوں کی عظیم الشان لائبریری کا حصہ ہیں۔ خانقاہ بھی انہی لوگوں کی تھی۔ یہاں سے اہلِ قمران کا جو دستور العمل ملا ہے اُس سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ یہاں ایسینی بستے تھے۔ اور وہ عیسائیت کی آغوش میں آچکے تھے۔ کیونکہ دستور العمل کے مندرجات ان تفصیلات کے مطابق ہیں جو اخوتِ ایسین کے ذکر میں جوزیفس نے بیان کی ہیں۔ اور ابتدائی عیسائیوں سے بہت سی مشابہتیں ظاہر کر رہی ہیں۔ کہ یہ لوگ عیسائی ہو چکے تھے۔ ابتدائی عیسائیوں کا نام "اَبیُونِ" یعنی "غریب یا درویش" مشہور تھا۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"مبارک ہیں وُہ جو دِل کے غریب ہیں۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہت اُنہی کی ہے۔" (متی ۳/۵)

ملنے والے صحیفوں میں بڑی کثرت سے اہلِ قمران کا نام "اَبیُونیم" آیا ہے[1]۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ عیسائی ہو چکے تھے۔ اس کے علاوہ اہلِ قمران کے دوسرے ناموں کے آثار بھی اِنجیل میں ملتے ہیں۔ مثلاً "ابنائے نُور"۔ "فرزندانِ صداقت"۔ "خدا کے فضل کے چنندہ" وغیرہ۔ یہ نام اُن صحائف میں بھی آئے ہیں[2]۔

محققین اب واضح طور پر یہ مانتے ہیں۔ کہ حضرت یحیٰی علیہ السلام ایسینی اخوت سے وابستہ رہے۔ یہاں تک کہ آپ خدا تعالیٰ کی وحی سے مشرف ہوئے۔ اور قمران کے نزدیک دریائے یُردن کے دہانہ پر آپ

The Dead Sea Community P. 87, 88. [1]

The Dead Sea Scrolls and the Bible. P.69 [2]

نے بیعت لینا شروع کی۔ وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح ناصری جو کہ ایسینی تحریک سے بخوبی واقف تھے اور ان سے پُوری ہمدردی رکھتے تھے۔ اسی جگہ حضرت یحییٰ سے بپتسمہ لینے کے لئے آئے اور قریب کے بیابان میں آپ نے چالیس روز تک چلّہ کیا۔ آپ پر ایمان لانے والے لوگ زیادہ تر ایسینیوں میں سے آئے تھے۔ بعض محققین یہاں تک کہتے ہیں کہ ایسینی اخوت عیسائیت میں جذب ہو کر عیسائیوں کی ایک مخفی تحریک بن چکی تھی۔[1]

ایسینیوں کو حضرت یحییٰ علیہ السّلام نے آنے والے مسیح کو قبول کرنے کے لئے تیار کیا۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السّلام کے دعوٰی کے بعد یہ لوگ بڑی آسانی سے اس مقدّس انسان سے وابستہ ہو گئے۔ اس طرح اہلِ قمران اور حضرت مسیحؑ کے درمیان باہمی رُوحانی رشتہ ایک مسلسل کڑی کی حیثیّت رکھتا ہے۔ اس نظریہ کے مویّدین میں عصرِ حاضر کے بڑے بڑے محقق شامل ہیں۔

مکتوب یروشلم

۱۸۷۳ء میں مصر میں سکندریہ کے پُرانے آثار سے ابے سینیا کی تجارتی کمپنی کے ایک ممبر کو یُونانی راہبوں کے ویران مسکن سے ایک دستاویز ملی جو کہ ایک ایسینی کے طویل خط پر مشتمل ہے۔ یہ خط اُس نے واقعۂ صلیب مسیح کے سات سال بعد اپنے ایک سلسلہ کے رکن کو جو کہ اسکندریہ میں رہائش رکھتا تھا۔ یروشلم سے لکھا۔ اس مکتوب کی پہلی اشاعت پر عیسائی حلقوں میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی اور اس کی سب کاپیاں ضائع کر دی گئیں۔ ۱۹۰۷ء میں امریکن بک کمپنی

[1] انسائیکلو پیڈیا رلیجس اینڈ ایتھکس زیر لفظ "ایسین"

شکاگو نے The Crucifixion by An Eye-Witness کے نام سے دوبارہ یہ مکتوب شائع کیا۔ لیکن اس مکتوب کو آج تک درخورِ اعتنا نہ سمجھا گیا۔ حالانکہ اس مکتوب میں وہ سب باتیں درج ہیں جن کے نتائج آج وادئ قمران کی غاروں اور آثارِ قدیمہ سے برآمد ہو رہے ہیں۔

یہ مکتوب حضرت مسیح علیہ السّلام کے ایک ایسینی دوست نے تحریر کیا ہے۔ جو کہ واقعۂ صلیب کا چشمدید گواہ تھا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا۔ اس میں یہ وضاحت موجود ہے کہ بحیرۂ مُردار کے قریب ایسینی اخوّت کا دارالاقامتہ ہے۔ اس قسم کے مرکز سارے فلسطین میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حضرت یحییٰ اور حضرت مسیح علیہما السلام کی تعلیم و تربیت میں اس اخوّت نے بہت بڑا حِصّہ لیا۔ یہاں تک کہ آپ دونوں مامُور ہوئے آپ دونوں کو ایسینی بھائیوں نے قبول کیا۔ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ وُہ زندہ تھے کہ اُتار لئے گئے۔ یوسُف آرمیتیا جو کہ ایسینی سلسلہ سے تعلق رکھتے ۔۔ اور حضرت مسیح کے مخفی شاگرد تھے۔ انہوں نے ایک کشادہ قبر کا انتظام کیا۔ سلسلہ کے حاذق طبیب نقادیمس نے آپ کا علاج کیا۔ آپ کو دوبارہ زندگی عطا ہوئی۔ آپ وہاں سے چھپتے چھپاتے گلیل میں چلے گئے۔ راستے میں ایسینی بھائیوں کے پاس آپ کا قیام ہوتا۔ سردار کاہن اور دوسرے سربرآوردہ یہود کو یہ علم ہو چکا تھا کہ آپ زندہ موجود ہیں۔ انہوں نے آپ کی دوبارہ گرفتاری کے لئے اپنے دستے بھیجے آپ کو مشورہ دیا گیا کہ اب آپ ارضِ کنعان کو چھوڑ جائیں۔ آپ بالآخر بحیرۂ مُردار کے ایسینی مرکز میں پہنچے۔ یہاں پہنچ کر لکھا ہے کہ آپ چونکہ بہت کمزور ہو چکے تھے۔ اس لئے جان بر نہ ہو سکے۔ اور آپ نے اپنی جان جان

آفرین کے سپرد کر دی۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری فقرہ کی صورت میں مکتوب نویس نے رومن حکومت اور یہودیوں کے خطرہ کی وجہ سے یا تو محض اخفاء سے کام لیا ہے یا پھر یہ صورت قرینِ قیاس ہے کہ چونکہ یہودی آپ کا تعاقب کر رہے تھے۔ اس لئے ایسینی مرکز میں پہنچنے کے بعد آپ کی نقل و حرکت بہت مخفی رکھی گئی۔ یہاں تک کہ یروشلم کے ایسینیوں کو بھی یقین ہو گیا۔ کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ اس مکتوب میں لکھا ہے۔ سلسلہ کے ایک بزرگ نے یسوع کو کہا کہ

"آپ کے دشمن آپ کی تلاش میں ہیں وہ آپ کو پالیں گے پس آپ اس طرح رہیں کہ دُنیا آپ کو مُردہ سمجھے۔ آپ سلسلہ کی پناہ میں مخفی زندگی بسر کریں جب حالات سازگار ہوں گے۔ ہم آپ کو باہر بھیج دیں گے۔"

"یسوع نے اپنے شاگردوں کو کہا۔ کہ میں یہ نہیں بتا سکتا۔ کہ اب کہاں جاؤں گا۔ کیونکہ میں اس امر کو مخفی رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور سفر بھی تنہا ہی کروں گا۔"

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ آپ کی نقل و حرکت بالکل مخفی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بالآخر یروشلم کے ایسینی بھی یہی سمجھنے لگے کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔

بہرحال یہ مکتوب روزِ روشن کی طرح اخوت ایسین اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے صلیبی واقعات کے متعلق انہی باتوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جو بحیرۂ مُردار کی غاروں کے صحائف سے بپایۂ ثبوت پہنچ رہی ہیں۔ (تفصیل آگے آئے گی) اس لئے اس مکتوب کے ثقہ ہونے میں اب کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ محققین کو اس طرف لازماً توجہ دینا پڑے گی۔

قرآن مجید نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ابتدائی ماننے والوں کو حواریّین، انصار، اصحاب الکہف اور اصحاب الرقیم کے ناموں سے یاد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حواریوں پر مشتمل بنی اسرائیل کا ایک طائفہ آپ پر ایمان لے آیا تھا۔ اور ایک نے آپ کا انکار کر دیا تھا [۱]

حواری کے معنے عربی اور عبرانی کی رُو سے لباس کو دھو کر سفید رکھنے والے پاک اور صاف لوگوں کے ہیں۔ حُوْر کے معنے غار، کنواں یا گڑھے کے بھی ہیں۔ تورات میں غاروں میں بسنے والی قوم کو "حوری" کہا گیا ہے۔ (پیدائش ۳۶/۲۰تا۳۰)۔ لغت میں یہ وضاحت موجود ہے کہ حور کے معنے جہاں سفید کے ہیں وہاں غار کے بھی ہیں [۲]۔ پس حوری یا حواری کے معنے صاف و سفید یا غار میں رہنے والے لوگوں کے ہیں۔ طالمود میں فریسیوں کے ایک خاص گروہ کا نام جو کہ پاکبازی، پرہیزگاری اور صفائی میں مشہور تھا۔ حَوُرُوت، حاوُوْرہ اور حاوَر آیا ہے [۳]۔ یہ یا تو ایسینی تھے۔ یا اُن کے مشابہ کوئی فرقہ تھا۔

بحیرۂ مُردار کے مغربی ساحل پر رہنے والے ایسینی چونکہ غاروں میں رہتے اور اُن کے سلسلہ کی پوشاک سفید تھی۔ اس لئے یہ لوگ "سفید پوش برادران" کے نام سے بھی مشہور تھے [۴]۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ان کا نام "حواری" رکھا۔ یہ نام ایک تاریخی پس منظر کا حامل ہے۔

---

[۱] فَآمَنَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّائِفَةٌ ط (سورۂ صف ع۲)

[۲] ملاحظہ ہو عربی انگریزی ڈکشنری از لین و عبرانی اردو ڈکشنری از ولیم ہوپر۔

[۳] The Dead Sea Community P. 160

[۴] Mystical Life of Jesus by Spencer Lewis

وادیٔ قمران کی غاریں کم و بیش دو سَو سال تک الیسینی اخوت کا مرکز رہیں۔ پس یہ لوگ بجا طور پر اصحاب الکہف کے نام کے مصداق ہیں۔ جوزیفس کے بیان کے مطابق ان لوگوں سے یہ حلف لیا جاتا۔ کہ وہ مقدّس صحیفوں اور سلسلہ کے دفاتر کو پُوری امانت و دیانت اور احتیاط سے محفوظ اور مخفی رکھیں گے۔ آثارِ قدیمہ سے ان کے لکھے ہوئے صحائف انبار در انبار مِل چکے ہیں۔ اس لئے یہ لوگ صحیح معنوں میں اصحاب الرقیم کہلانے کے مستحق ہیں۔ جس کے معنی صحائف لکھنے اور رکھنے والے لوگوں کے ہیں۔ بنی اسرائیل کے تین مشہور فرقوں میں سے ایسینی فرقہ کے لوگ حضرت مسیح ناصری پر ایمان لے آئے۔ اس لئے یہی وہ طائفہ ہے۔ جس کے متعلق قرآن مجید میں وارد ہوا کہ وہ آپ پر ایمان لا چُکا تھا۔ اور باقی منکرین کا گروہ تھا۔ فرمایا۔

"عیسٰی بن مریم نے جب حواریوں سے کہا کہ خدا کے کاموں میں میرا کون مددگار ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ پس بنی اسرائیل کا ایک طائفہ تو ایمان لے آیا۔ اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔" (سورۂ صف)

ایسینی سلسلہ کے لوگ جماعتِ صالحین میں سے تھے۔ اور صاحب کشوف و رؤیا بزرگ تھے۔ قرآن مجید میں ہے کہ

"حواریوں کو وحی کی گئی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے اس وحی کو تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ ہم ایمان لاتے ہیں۔ اور تو گواہ رہ کہ ہم فرماں برداروں میں شامل ہو گئے ہیں۔" (المائدہ آیت ۱۱۲)

حضرت مسیح کے ابتدائی ماننے والوں میں زیادہ تر ایسینی سلسلہ کے

رکن شامل ہوئے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح پر چند افراد ایمان لائے۔ حالانکہ قرآن مجید کہتا ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک فرقہ آپ پر ایمان لے آیا تھا۔ تاریخ اور آثارِ قدیمہ کی شہادت قرآنی بیان کی مؤید ہے۔ ایسینی اخوت کے لوگ آپ کے حواری اور انصار بن کر مدت تک آپ کی صحیح تعلیمات کے حامل رہے۔ بحیرۂ مُردار کے صحائف جس پر شاہد ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السّلام کے ماننے والوں کا نام قرآن مجید میں انصار بھی آیا ہے۔

پہلی صدی عیسوی میں جوزیفس کی تاریخ میں یہ لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری کے ماننے والے "مددگار" کے نام سے موسوم کئے جاتے۔ یہی مددگار قرآن مجید کی رُو سے انصار ہیں۔ جنہوں نے انتہائی خطرہ کے وقت حضرت مسیح ناصری کی زندگی بچانے کے لئے تگ و دَو کی۔ اور آپ کے سلسلہ کی پُوری پُوری مدد کی۔

قرآن مجید، مکتوب یروشلم اور بحیرۂ مُردار کے صحائف کی شہادت سے یہ امر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ پہلی صدی عیسوی میں ایسینی، وہ لوگ تھے۔ جو کہ ابتدائی عیسائی۔ حضرت مسیح ناصری کے انصار اور آپ کے لائے ہوئے مشن کے ممد و معاون تھے۔ اور آپ کی صحیح تعلیمات کے حامل۔

مندرجہ بالا تفصیلات کے لئے حسب ذیل کتابیں قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ "صحائف بحیرۂ مُردار" از ایڈمنڈ وِلسن

۲۔ "بحیرہ مُردار کے صحائف" از جے۔ ایم۔ الیگرو

۳۔ مکتوب یروشلم یعنی "واقعات صلیب کی چشم دید شہادت"

According to the Hebrews by Schonfield P.162 ✓

۴۔ "بحیرۂ مُردار کے صحائف اور بائبل" از مرفی
۵۔ "حضرت مسیح کی پُراسرار زندگی" از سپنسر لیوس
۶۔ "جماعت بحیرۂ مُردار" از کرٹ شوبرٹ

مذکورہ کتابوں کے انگریزی نام درج ذیل ہیں:۔

1. The Scrolls from the Dead Sea by Edmund Wilson.
2. The Dead Sea Scrolls by J.M. Allegro
3. The Crucifixion by An Eye-witness.
4. The Dead Sea Scrolls and the Bible. by Murphy
5. Mystical Life of Jesus by H. Spencer Lewis Ph.D., F.R.C.
6. The Dead Sea Commmunity by Kurt Schubert.

باب دوم

صادِق اُستاد

فلسطین کے مشرق میں وادیٔ قُمران کی گیارہ غاروں میں سے کثیر التعداد صحیفے مل چکے ہیں۔ پہلی غار سے جو صحیفے برآمد ہوئے اُن میں یسعیاہ نبی کا صحیفہ، حبقوق نبی کے صحیفہ کی تفسیر، اَبنائے نُور و ظُلمت میں جنگ کا قصہ، جماعت کا دستُور العمل اور خدا تعالےٰ کی حمد میں ایک صادق رسول کی مناجات قابلِ ذکر ہیں۔ ان مناجات کو "ہُدا یوتھ" کا نام دیا گیا۔

بحیرۂ مُردار کے صحائف میں ایک صادِق اُستاد یا راستباز رسول کا ذکر ہے۔ یروشلم کا سردار کاہن اور یہودی اُس کے دشمن ہیں۔ راستباز اُستاد کے متعلق یہ بیان ہوا ہے کہ اُسے گرفتار کرکے زد و کوب کیا گیا۔ اور ایک غلط فیصلہ کی بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ لیکن وہ کسی طرح دشمنوں کے پنجۂ استبداد سے بچ نکلا۔ ظالم کاہن نے اس کا تعاقب کیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اُسے دشمنوں کی گرفت سے بچائے رکھا۔ مزید لکھا ہے کہ ظالم کاہن اور یہودیوں کو عُدوان و سرکشی کی سزا یہ ملی کہ وہ دشمنوں کے حوالے کئے گئے اور تباہ و برباد ہو گئے۔

حبقوق نبی کے صحیفہ کی تفسیر میں صادق استاد کے زیادہ تر حالات بیان ہوئے ہیں۔

اس صحیفہ کی اشاعت کے بعد "ہدایوتھ" یعنی خدا تعالیٰ کی حمد میں ایک مقدس انسان کی مناجات اشاعت پذیر ہوئیں۔ ان میں اس راستباز استاد کے وہی حالات بیان ہوئے ہیں۔ جو کہ تفسیرِ حبقوق مذکور میں آئے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ تفسیرِ حبقوق میں کسی شاگرد نے اپنے آقا کے حالات قلمبند کئے لیکن مناجات میں آقا خود بول رہا ہے۔ نہایت درد انگیز انداز میں اُس نے اپنے مصائب اور اللہ تعالیٰ کے معجز نما کاموں کا ذکر کیا ہے۔ وُہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے مظاہرہ کے لئے مامور کیا جھوٹے مدعیوں اور مفتریوں کا انجام خسران وتباہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کلام اس نقص سے پاک ہے اور اس کے فرستادہ کامیاب وکامران ہوتے ہیں وہ یہ بیان کرتا ہے کہ یہودی میرے دشمن ہیں وہ رومنوں کے پاس میری مخبری کرتے ہیں۔ وہ میرا خون بہانا عین عبادت سمجھتے ہیں۔ اُنہوں نے مجھے پنجۂ استبداد میں دبوچ لیا۔ اللہ تعالیٰ کی معجز نمائی کی وجہ سے موت کے چنگل سے مجھے رہائی ملی۔ اُن کی کوشش تھی کہ مجھے جہنمی موت ماریں اور میں اسفل السافلین میں داخل ہوجاؤں۔ لیکن اللہ تعالیٰ میرا رفع کرنا اور مجھے عزت دینا چاہتا ہے۔ اب میں دُنیا کے وسیع میدانوں میں سفر کروں گا۔ اور یہودی حلقوں میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کروں گا۔ لیکن میرے دشمن میرے تعاقب میں ہیں۔ یہ لوگ اپنے کئے کی سزا پائیں گے اور میرا پیغام دُنیا کی مختلف زبانوں میں ڈھالا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد پھیلے گی۔

تفسیرِ حبقوق اور مذکورہ مناجات جب دنیا کے سامنے آئیں۔ تو بعض محققین پکار اُٹھے کہ ایک صادق اُستاد کے پیرائے میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ یہودیوں اور رُومیوں کی دشمنی

اور شدید مخالفت کے باعث اہلِ قمران نے اپنے آقا کا نام لئے بغیر اُس کے صلیبی حالات اور دوسرے واقعات تحریر کئے ہیں۔ مناجات میں خود اہلِ قمران کا آقا بول رہا ہے۔ عیسائی حلقوں میں اس نظریہ کی مخالفت ایک قدرتی بات تھی[1]۔ انجیل کے سکالرز نے بحیرۂ مُردار کے صحائف کا ویسے ہی بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔ اس نظریہ کی وجہ سے صحائفِ قمران کو اَور بھی خوف کی نظر سے دیکھنے لگے۔ اس نظریہ کے مخالفین یہ ثابت کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ کہ صادق اُستاد دوسری صدی قبل مسیح میں ایسینیوں کا ایک نامعلوم بزرگ تھا۔ یا اِس سے حضرت یحیٰی مراد ہیں۔ بعض لوگ اس طرف بھی گئے ہیں کہ پہلی صدی عیسوی کا کاہن "مناحیم" مراد ہے۔ حضرت مسیح ناصری سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ظالم کاہن کے لئے دوسری صدی قبل مسیح سے لے کر پہلی صدی عیسوی تک کی بعض شخصیتوں کا نام لیا گیا۔ غرض بحث ومباحثہ کا بازار پُورے طور پر گرم ہے۔

کیمبرج کے ڈاکٹر جے۔ ایل۔ ٹیشر کی تحقیق یہ ہے کہ راستباز اُستاد سے مُراد حضرت مسیح ناصری ہیں۔ جرنل آف دی جیوش سٹڈیز میں وہ بہت سے مقالے اس موضوع پر لکھ چکے ہیں۔ اس نظریہ کے مخالفین کے اعتراضات کا دفاع آپ نے پورے طور پر کیا ہے۔

آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ صادق اُستاد سے مراد یسُوع مسیح ہیں۔ اور ایک ایسے مبلّغ کا بھی ان صحیفوں میں ذکر ہے جس نے تعلیمات کو بگاڑا۔ اور غلط راستہ اختیار کیا۔ یہ مبلّغ ابتدائی عیسائیوں کے نزدیک پولوس تھا۔ اِن صحائف میں فرستادۂ حق کی ایسی جماعت کا ذکر ہے جس کا نام ابیونیم یعنی غریب

[1] The Scrolls from the Dead Sea by Edmund Wilson. P. 99

ہے۔"یہودی مسیحی" فرقہ ابیون کہلاتا تھا۔ یہ عبرانی لفظ ہے جس کے معنی غریب کے ہیں۔ پہلی صدی عیسوی کے یہ ابیونی عیسائی حضرت مسیح ناصری کی الوہیت کے منکر تھے۔ پکے مُوحّد اور پولوس کے سخت خلاف تھے۔ ڈاکٹر ٹیشر کے نزدیک غریب جماعت سے مراد یہی لوگ ہیں۔

آئیے۔اب ہم آزادانہ طور پر دیکھیں کہ صادق اُستاد کے متعلق صحائفِ قُمران میں کیا لکھا ہے۔ اور بیان فرمودہ حالات کا کون شخص مصداق ہے۔ حبقوق نبی کے صحیفہ میں صادق اُستاد کا تفصیلاً ذکر ہے۔ ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں۔

۱۔ "سورہ صدق" یعنی صادق اُستاد کو خدا تعالےٰ نے اپنے مقدس بندوں یعنی انبیاء کے کلام کے اسرار کا علم بخشا۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہے۔ (کالم ۷)

۲۔ "صادق اُستاد کی جماعت وُہ ہے جو شریعت پر عامل ہے اور جن کے ہاتھ اپنے آقا کی خدمت میں مسلسل لگے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اُن کی آخری منزل ابھی بہت دُور ہے اور اللہ تعالےٰ کے مقاصد اپنے مُعیّن اوقات پر ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اُس نے لوحِ اسرارِ حکمت میں لکھ رکھا ہے۔ (کالم ۷)

۳۔ "صادق اُستاد کے زمانہ میں ایک بد باطن اور ظالم کاہن تھا۔ جس نے اپنے عُہدۂ کہانت کے ابتدا میں اپنے لئے صدّیق کا لقب اختیار کیا۔لیکن جب وہ اپنے اختیارات کو بنی اسرائیل میں بروئے کار لایا تو اس کے دِل میں تکبّر سما گیا۔ دولت کی ہَوس کے باعث اُس نے خدا تعالےٰ سے بغاوت کی اور احکامِ شریعت کو پسِ پُشت ڈال دیا۔ اُس نے قوم کو لُوٹنا شروع

کر دیا۔ خونخوار اور ظالم لوگوں اور خدا تعالےٰ کے باغیوں کے ذریعہ دولت جمع کرنا شروع کر دی۔ غیر قوموں کی دولت اُس نے قبول کی۔ اور اپنے اُوپر خیانت کے گناہ کا بوجھ لادا۔ اُس نے ہر قسم کی گندگی اور حرص و آز کو کام میں لاکر اپنے لئے نفرت و حقارت کا ایک راستہ ہموار کیا۔" (کالم ۸)

۴۔ "ظالمانہ قوانین کو یہ لوگ صادق اُستاد کے خلاف حرکت میں لائے۔ خوفناک اذیتیں اس کو پہنچائیں۔ انہوں نے راستباز اُستاد کے ساتھیوں کو بھی منتقمانہ کارروائیوں کا نشانہ بنایا۔" (کالم ۹)

۵۔ "یروشلم کے آخری کاہن لوگوں کو لُوٹ کر دولت جمع کیا کرتے لیکن آخری دنوں میں ان کو اپنی دولت اور سمیٹا ہوا لُوٹ کا مال فوجی دستوں کے سپرد کر دینا پڑا۔" (کالم ۹)

۶۔ "شیطان سیرت کاہن کو خدا تعالیٰ نے اس ظلم کی وجہ سے جو اس نے صادق اُستاد اور اس کی جماعت کے ساتھ روا رکھا۔ دشمنوں کے ہاتھ میں دے دیا۔ جنہوں نے اس کو ذلیل کُن طریق پر سزا دی۔ جب اس کی رُوح کی تلخی انتہا کو پہنچ گئی تو وُہ موت کی آغوش میں چلا گیا۔ چُونکہ اس شخص نے خدا تعالےٰ کے فرستادہ کے خلاف شیطانی حربوں سے کام لیا تھا۔ اس لئے اس کو یہ سزا ملی۔" (کالم ۹)

۷۔ "اس ظالم کاہن نے صادق اُستاد کا تعاقب اس کے دارُالہجرت (وادیٔ قُمران) تک کیا تھا۔ تاکہ ظُلم و تعدّی کے بَل بوتے پر اس کو پریشان کرے (کالم ۱۱)

۸۔ "اس بد باطن کاہن نے یروشلم میں گندگی پھیلائی اور اللہ تعالےٰ

کی تقدیس کی توہین کی۔ اُس نے "غریب" جماعت کے ساتھ جو سلوک کیا۔ اس کا خمیازہ اُسے بُھگتنا پڑا۔" (کالم ۱۲)

۹۔ "یہودا کے گھرانے سے تعلق رکھنے والے جماعت کے افراد کو جو تورات پر عامل ہیں۔ اللہ تعالےٰ بچالے گا۔ راہِ خدا میں مصائب برداشت کرنے کی وجہ سے اور صادق اُستاد پر ایمان لانے کے باعث" (کالم۸)

۱۰۔ اسی تفسیر میں ایک جھُوٹے مبلّغ کا بھی ذِکر ہے جس نے تعلیمات کو بگاڑ کر لوگوں کو گُمراہی اور بربادی کے راستے پر ڈال دیا۔ (کالم ۱۰)

(The Riddle of the Scrolls by Medico, P. 254 to 256.)

ان بیانات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوتے ہیں۔

۱۔ صادق اُستاد اللہ تعالےٰ کا فرستادہ اور منتخب رسُول تھا۔ اُسے اللہ تعالےٰ نے خود انبیاء کے علوم کی تعلیم دی۔ اس کا لقب "خُدا کا فرستادہ" ہے۔ یہ لقب مسیح موعُود کے لئے یہودیوں میں مخصوص تھا۔ فرانسیسی محقق ڈیوپونٹ سومر لکھتے ہیں کہ اہلِ قُمران صادق اُستاد کو وُہی القاب دیتے ہیں جو کہ مسیح موعود کے لئے خاص ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وُہ اُسے مسیح سمجھتے تھےؔ۔

۲۔ وہ ایک ایسی جماعت کا آقا ہے جو کہ "ابیونیم" یعنی غریب دِل لوگ کہلاتے ہیں۔ اس جماعت کے لوگ شریعت پر پورے طور پر عامل ہیں۔

۳۔ یروشلم کے کاہنِ اعظم اور دوسرے کاہن صادق اُستاد کے سخت دشمن ہیں۔ اُنہوں نے اُسے گرفتار کرکے اس پر ہر قسم کے مظالِم توڑے

ـہ The Dead Sea Scrolls and the Bible P. 100

اور بعد میں ایک غلط فیصلے کی بھینٹ اُسے چڑھا دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس کو ظالموں کے پنجہ سے بچالیا۔ اور وہ ہجرت کرکے یروشلم سے نکل گیا۔

۴۔ اس کی ہجرت کے بعد یروشلم کے کاہنِ اعظم نے اس کا تعاقب کیا۔ اس کو دوبارہ گرفتار کرنے کے لئے اس نے اپنی کوششوں کا جال وہاں تک پھیلایا۔ جہاں وہ پناہ گزین تھا۔ لیکن وہ اپنی کوششوں میں خائب و خاسر ہوا۔ صحائفِ قمران سے جو مناجات ملی ہیں۔ ان میں بھی یہ ذِکر ہے۔ کہ

"مامورِ خدا کو دوبارہ گرفتار کرنے کے لئے دشمن کوشاں ہیں" (زبورِ دوم)

۵۔ اب دشمنوں کی سزا کا وقت آگیا۔ کاہنِ اعظم اور یہودی جو کہ صادق اُستاد کے دشمن تھے۔ خود تباہ و برباد ہو گئے لیکن وہ لوگ جو صادق اُستاد کے پَروں کے نیچے جمع تھے وہ بچائے گئے۔

مندرجہ بالا امور پر غور کریں۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے سوا یہ سب باتیں اور کِس شخص پر صادق آسکتی ہیں۔ آپ کے زمانہ میں سردار کاہن پہلے حنّا اور پھر اس کا داماد کائفا تھا۔ انہی کے سپاہیوں نے آپ کو گرفتار کیا۔ آپ کو زدوکوب کیا گیا اور یہودیوں کی جنرل کونسل کے سامنے آپ پیش ہوئے۔ جنرل کونسل کا صدر بھی سردار کاہن کائفا تھا۔ اس کی عدالت سے آپ کے لئے صلیب کا حکم ہوا جو کہ رُومی عدالت میں توثیق کے لئے بھیجا گیا۔ واقعۂ صلیب کے سات سال بعد کی دستاویز مکتوبِ یروشلم میں لکھا ہے کہ

"صلیب سے آپ زندہ اتار لئے گئے۔ اور آپ یروشلم کو چھوڑ گئے۔ اور مخفی ہو گئے۔ کاہنِ اعظم نے دوبارہ آپ کے گرفتار کرنے کے لئے دستے بھیجے۔ لیکن وہ اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہ ہوا۔"

اب اُس نے آپ کے ماننے والوں کو گرفتار کرنا، اذیتیں دینا اور سنگسار کرنا شروع کر دیا۔ اُس نے دمشق کے عیسائیوں کو بھی گرفتار کرنے کے لئے کاہنوں کو بھیجا۔ (اعمال ۳/۸، ۸/۲۲-۱۹، ۸/۳-۱، ۹/۲-۱، ۲/۱۲، ۱۲/۳-۱)

تین سال کے بعد یعنی ۳۶ سنہ عیسوی میں سیریا کے رُومی صدر نے کائفا کی برطرفی کا حکم دیا۔ اور یہ شخص ذلیل ہو کر اپنے عہدہ سے الگ ہوا۔

حضرت مسیح ناصری نے واقعۂ صلیب سے پیشتر فرمایا تھا۔ کہ یہود کی تباہی کی ساعت قریب ہے۔ یروشلم کو فوجیں گھیر لیں گی۔ اور یہ قوم تباہ و برباد ہو جائے گی۔

۱۔ "جب تم یروشلم کو فوجوں سے گھرا ہوا دیکھو تو جان لینا کہ اس کا اُجڑ جانا نزدیک ہے۔ یہ انتقام کے دن ہوں گے۔" (لُوقا ۲۱/۲۰)

۲۔ "اے یروشلم! تو جو نبیوں کو قتل کرتا ہے اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُن کو سنگسار کرتا ہے۔ کتنی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے۔ اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں۔ مگر تم نے نہ چاہا۔ دیکھو۔ تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے۔" (متی ۲۳/۳۷، ۳۸)

اس نوشتہ کے مطابق ۶۶ سنہ عیسوی میں رُومی فوجوں نے یہودیوں کی بغاوت کے جواب میں یروشلم کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ سے قبل یروشلم میں تشتّت و افتراق کی انتہا تھی۔ باہمی لڑائیوں نے شہر کا امن تباہ کر رکھا تھا۔ سردار کاہن کائفا مدت ہوئی معطل ہو چکا تھا۔ اس کے خُسر حنّا کی اولاد کہانتِ عظمیٰ پر قابض تھی۔ اندرونی باغیوں اور بیرونی حملہ آور فوجوں نے کائفا کے خاندان اور حنّا کے بیٹوں کو لُوٹا اور تباہ و برباد کیا۔

عیسائی مُحاصرہ کی ابتدا ہی میں یروشلم کو چھوڑ گئے اور آنے والی تباہی کی زد سے بچا لئے گئے۔ یہودیوں نے پیلاطوس کے سامنے کہا تھا کہ یسوع کو صلیب دی جائے "اس کا خُون ہم پر اور ہماری اولاد کی گردن پر ہو" یہ مُنہ مانگا انعام یہودی قوم کو مل گیا۔ چار سال کے محاصرہ کے بعد شدید قحط وبا اور اندرُونی فسادات اور بیرونی حملوں کا شکار ہو کر یہ قوم تباہ و برباد ہوئی۔ کئی لاکھ آدمی مارا گیا۔ اور ان کو اپنے وطن سے جلا وطن ہونا پڑا۔

یہ سب واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ صادق اُستاد سے مراد حضرت مسیح ناصری ہیں۔ آپ کے دشمن کاہنوں سے مراد یروشلم کے کاہن ہیں۔ جنہوں نے آپ پر مُوت کا فتویٰ دیا۔ راستباز اُستاد پر ایمان لانے والے "غریب" لوگ عیسائی تھے۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے یہودیوں پر نازل ہونے والے عذاب سے بچا لیا۔

اس نتیجہ کی توثیق مکتوبِ یروشلم سے بھی ہوتی ہے۔ سکندریہ کے آثارِ قدیمہ سے ملنے والی یہ دستاویز ۱۸۷۳ء میں شائع ہوئی اور پھر ۱۹۰۷ء میں دُنیا کے سامنے آئی۔ اس میں لکھا ہے کہ یُوسف اَرمتیاہ حکیم نقادیمس اور دُوسرے ایسینی بھائیوں کی کوشش سے حضرت مسیح صلیب سے زندہ اُتار لئے گئے۔ سردار کاہن کائفا کے متعلق لکھا ہے۔

"اُسے یسُوع کے ساتھ کچھ ایسی کاوش اور عداوت تھی کہ اس کا جی یسُوع کو اتنی سخت تکلیف دِلا کر بھی ٹھنڈا نہ ہوا تھا۔ وُہ اس بات کے دَرپے تھا۔ کہ یسُوع کے مخفی دوستوں کا سُراغ نکالے . . . . اُس نے اُن کے پیچھے جاسوس چھوڑ رکھے تھے۔"

"کائفا کچھ ایسے پیچھے پڑا ہوا تھا کہ بیتھانیا میں پہنچ کر بھی یسُوع کو

اُس کے مکاشفے سے امن نہ تھا۔ کیونکہ اس کو خبر مل چکی تھی کہ یسُوع یروشلم
میں زندہ دیکھا گیا ہے۔"

سردار کاہن کائفا کا یہ ارادہ ہے کہ چُھپکے سے ہی یسُوع کو قابُو
کرکے اس کو باہر ہی قتل کرا دے۔

واقعۂ صلیب کے سات سال بعد کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ یروشلم کا ظالم و بدباطن کاہن جس نے صادق اُستاد اور اس کے ساتھیوں کو نشانۂ ستم بنایا۔ سردار کاہن کائفا تھا۔

محققین کے نزدیک صادق اُستاد کے دارالہجرت سے مُراد "وادیٔ قرُان" کا ایسینی مرکز ہے۔ مکتوبِ یروشلم میں صاف لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح یروشلم سے ہجرت کے بعد بالآخر بحیرۂ مُردار کے ایسینی مرکز میں پناہ گزین ہوئے۔ صادق اُستاد کا لقب اِنجیل میں بھی حضرت مسیح کے لئے آیا ہے۔ (متی ۱۹/۱۶)۔

ایک فریسی سردار نے حضرت مسیح کو کہا۔ "اے ربّی۔ ہم جانتے ہیں کہ تُو خدا کی طرف سے اُستاد ہو کر آیا ہے۔" (یوحنا ۳/۲)

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ناصری صادق اُستاد کے لقب سے پُکارے جاتے بحیرۂ مُردار کے صحائف میں راستباز اُستاد کی جماعت کو "غریب دِل" "اَبنائے نُور"۔ "نئے عہدنامہ کی جماعت"۔ "صراطِ مُستقیم پر گامزن لوگ" کہا گیا ہے۔ یہ سب نام اِبتدائی عیسائیوں کے ہیں۔ اور اِنجیل میں بھی آئے ہیں۔ الیگرو اور ڈیو پونٹ سومر نے اس کو تسلیم کیا ہے۔

خاص طور پر صحائفِ قمران میں صادق اُستاد کی جماعت کا نام "غریب

لہ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو The Crucifixion By An Eye-Witness

جماعت"۔ "غریب دِل لوگ"۔ "خدا کا فضل جذب کرنے والے غریب"۔ "خدا تعالیٰ کی نجات کے غریب خادم" آیا ہے۔ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔

"مُبارک ہیں وُہ جو کہ رُوح کے غریب ہیں۔ کیونکہ وہ آسمانی بادشاہت
کے وارث ہوں گے۔"

غریب دِل یا غریب رُوح جماعتِ قمران کا خاص لقب تھا۔ یہ لوگ اپنے اَموال اور جائداد کا بڑا حِصّہ سلسلہ کے لئے وقف کرنے کے بعد درویش بن جاتے۔ چونکہ وہ اپنی رضا سے فقر کی چادر اوڑھ لیتے۔ اس لئے وُہ رُوح یا دِل کے غریب کہلاتے تھے۔ اِنجیل میں حضرت مسیح فرماتے ہیں۔

"سب کچھ راہِ خدا میں دے کر میرے پیچھے ہولے۔ تجھے آسمان پر
خزانہ ملے گا۔" (متی ۱۹/۲۱)

ابتدائی شاگردوں کے متعلق لکھا ہے۔

"جو ایمان لائے تھے۔ وہ سب ایک جگہ رہتے تھے۔ اور سب چیزوں میں
شریک تھے۔ اور اپنا مال و اسباب بیچ بیچ کر ہر ایک کی ضرورت کے
موافق سب کو بانٹ دیا کرتے تھے۔" (اعمال ۲/۴۴-۴۵)

"جو لوگ زمینوں یا گھروں کے مالک تھے۔ ان کو بیچ کر بکی ہوئی چیزوں
کی قیمت لاتے اور رسُولوں کے پاؤں میں رکھ دیتے تھے۔ اور پھر ہر
ایک کو اس کی ضرورت کے موافق بانٹ دیا جاتا تھا۔" (اعمال ۴/۳۴-۳۵)

راہِ خُدا میں اپنے اموال لُٹانے کی وجہ سے ابتدائی عیسائی ایبیون یعنی جماعتِ غریب کے نام سے موسُوم تھے۔ یہ نام بڑی کثرت سے صحائفِ قمرُان میں صادق اُستاد کی جماعت کے لئے آیا ہے۔

جارج پی فشر کی چرچ ہسٹری میں لکھا ہے کہ ایسینیوں میں سے جو

لوگ عیسائی ہوئے انہیں تاریخ میں "ایسینی ابیونائٹ" کہا گیا ہے یہ لوگ بحیرۂ مُردار کے پاس رہتے تھے۔ یہ لوگ موحّد تھے۔ اور پولُوس رسُول کے مخالف تھے۔ صفحہ ۷۵۔

بحیرۂ مُردار کے صحائف میں ایک ایسے مبلّغ کا ذکر ہے۔ جس نے صحیح تعلیمات کو بگاڑ کر پیش کیا۔ اور شریعت کی پروا نہ کی۔ چونکہ ابیونی عیسائی پولوس کے سخت خلاف تھے۔ اس لئے ان کے نزدیک اس مبلّغ سے مُراد سوائے پولوس کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

صادق استاد اور غریب جماعت کا ذکر تفسیرِ حبقوق کے علاوہ مندرجہ ذیل قرآنی صحیفوں میں بھی ملتا ہے

۱۔ میکاہ نبی کے صحیفہ کی تفسیر کے بعض حصّے قُمران کی غاروں سے دستیاب ہوئے ہیں۔ اس میں بھی صادق اُستاد اور ایک جھوٹے مبلّغ کا ذکر ہے۔ [۱]

۲۔ حضرت داؤد علیہ السّلام کے زبور نمبر ۳۷ کی تفسیر کے بعض حصّے بھی ملے ہیں۔ اس میں راستباز اُستاد اور "غریب" نامی جماعت کا بیان ملتا ہے۔ [۲]

۳۔ قمرانی صحائف میں صحیفۂ دمشق بھی شامل ہے۔ اس میں صادق اُستاد اور اس کی جماعت کا ذکر آیا ہے۔ [۳]

۴۔ مناجات میں بھی مقدس اُستاد۔ فرستادۂ خدا اور مامُورِ حق کا

[۱] The Riddle of the Scrolls. P. 182, 183

[۲] The Dead Sea Community P. 9, 88.

[۳] The Dead Sea Community P. 11.

ذکر ہے جو کہ موت کے مُنہ سے بچایا گیا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اہلِ قران نے ہر صحیفہ میں اپنے مقدس آقا اور اس کی غریب جماعت کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ آخر میں کیمرج کے ڈاکٹر جے۔ ایل۔ ٹیشر کی تحقیق کا خلاصہ درجِ ذیل ہے۔

"بحیرۂ مُردار کے صحائف میں صادق اُستاد اور اس کے "غریب" نامی ماننے والوں کا ذکر ہے۔ اور تعلیمات کو بگاڑنے والے ایک مبلّغ کا۔ یہ غریب کہلانے والے لوگ ابیُونی عیسائی ہیں۔ جو کہ یہودیوں میں سے مسیح پر ایمان لائے۔ اور انہوں نے یہودی شریعت پر عمل برابر جاری رکھا۔ مقدس اُستاد یسوعِ ناصری ہیں۔ اور سچائی کا راستہ چھوڑنے والا آدمی ان کے نزدیک پولُوس رسول تھا جو کہ عیسائیت کو غیر قوموں تک لے گیا۔[۱]

[۱] The Scrolls from the Dead Sea by Edmand Wilson P. 97

باب سوم

زبُورِ مسیح علیہ السلام

گذشتہ باب میں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ بحیرۂ مُردار کے صحائف میں سے ایک اہم صحیفہ "ھدایوتھ" ہے جو کہ فرستادۂ خدا کی مناجات یا زبوروں پر مشتمل ہے۔ ان مناجات کا مضمون یہ ہے کہ میرے دشمنوں نے مجھے موت کے کے حوالے کیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے مجھے نجات عطا کی۔ میرے دشمن میرے تعاقب میں ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہے کہ مجھے ایسی موت ماریں۔ کہ میں اسفل السافلین میں داخل ہو جاؤں۔ لیکن اللہ تعالیٰ میرا رفع کرے گا۔ میں دُنیا کے وسیع میدانوں میں سفر کروں گا۔ اور یہودیوں کے حلقوں میں خُدا تعالےٰ کی ثناءبیان کروں گا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مُناجات حضرت مسیح کی انجیل کا حصہ ہیں۔ قرآن مجید میں انجیل کے بارہ میں ہے۔ فِیْہِ هُدًى وَّ نُوْرٌ کہ انجیل میں نور و ہدایت ہے۔

پھر فرمایا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو کتاب و حکمت اور تورات و انجیل سکھائی گئی (مائدہ آیت ۱۱۱)۔ لفّ و نشر کے اصول کے مطابق کتاب و حکمت سے مراد تورات و انجیل ہے۔ نیز فرمایا۔ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ (زخرف ۶۴)

میں تمہارے پاس حکمت کی باتوں کے ساتھ آیا ہوں۔ یعنی انجیل لایا ہوں۔ یہ مناجات نُور و ہدایت اور حکمت کی باتوں سے معمُور ہیں۔ ان کا نام "ھُدَایوت" ہے۔ ان میں ابنائے نُور و ہدایت اور میثاقِ نور کا ذکر ہے۔

یہ مناجات تعداد میں ۳۵ ہیں۔ ان کے علاوہ ۶۶ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ملے ہیں۔ جن پر ایک لفظ یا ایک آدھ فقرہ نظر آتا ہے۔ "دستور العمل" کے آخر میں بھی چار زبُور شامل ہیں۔ ان سب زبُوروں کو بنظرِ غائر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر اُسی راستباز اُستاد کے ہیں۔ جس کا ذِکر حبقوق نبی کے صحیفہ کی تفسیر میں بالتفصیل ہوا ہے۔ کچھ زبُور ایسے بھی ہیں جو کہ اس راستباز اُستاد کے بعض حواریوں اور ماننے والوں نے لکھے ہیں۔ غار نمبر ۴ میں سے اس قسم کے زبُوروں کے مزید چھ نُسخے ملے ہیں جو کہ ابھی تک شائع نہیں ہوئے۔

دُنیا کے بہترین محققین جنہوں نے بحیرۂ مُردار کے صحیفوں پر کام کیا ہے وہ تسلیم کرتے ہیں کہ تفسیرِ حبقوق کا راستباز اُستاد اور ان زبوروں کا فرستادۂ حق ایک ہی وجود ہے۔

آر۔ ای۔ مرفی اپنی کتاب The Dead Sea Scrolls and the Bible میں لکھتے ہیں۔

"بہت سے زبوروں میں مظلوم زبور نویس کے بے پناہ مصائب کا ذکر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت کا بیان ملتا ہے۔ جو اس کو پہنچی اکثر محققین کا خیال ہے کہ ان میں سے کچھ زبور ایسے ہیں جو کہ "راستباز اُستاد" کی تصنیف ہیں۔" صفحہ ۲۳

اَیڈمنڈ وِلسن اپنی کتاب The Scrolls from the Dead Sea

The Dead Sea Community P.8 ل

میں رقمطراز ہیں۔

" ان زبُوروں کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مقدّس اُستاد نے انہیں خود لکھا یا اس کے کسی حواری نے اس کی طرف سے اور اس کی زبان سے اُن کو ادا کیا ہے۔ . . . .

. . . جنرل یادین لکھتے ہیں کہ ان زبوروں کا مصنّف اپنے اور اپنے ماننے والوں کے مصائب اور ایذا رسانیوں کا ذکر نہایت درجہ خوبصورت پیرائے میں کرتا ہے اور اس کے بعد بیس صفحات سے زیادہ میں وہ اللہ تعالےٰ کا شکر پُرشکوہ زبان میں ادا کرتا ہے۔ کیونکہ خُدا تعالےٰ نے اس کے دشمنوں کے ہاتھ سے اُسے نجات عطا کی۔" صفحہ ۶۹

محقّقین یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ لُوقا کے پہلے باب میں حضرت مریم اور زکریّا کاہن کی زبان سے جو حمدِ الٰہی کے گیت بیان ہوئے۔ ان کی زبان طرزِ تحریر اور اسلُوب مذکورہ زبُوروں کے بالکل مُشابہ ہے۔

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بعض علماء یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ راستباز آقا سے مُراد حضرت مسیح ناصری ہیں۔ اب مناجات مذکورہ کے ضروری حصّے درج کئے جاتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر قارئین خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ مناجات میں خدا تعالےٰ کا ایک رسول بول رہا ہے۔ جسے اس کے دشمنوں نے موت کے حوالے کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے بچایا۔ اور اس کے دشمن بے نیل مرام اور خائب و خاسر ہوئے۔

۱۔ فرستادۂ حق اور مامورِ خدا کا ذکر

سب سے پہلے ایسے اقتباسات درج کئے جاتے ہیں جن سے

ل The Dead Sea Community by Kurt Schubert P.12

ظاہر ہوتا ہے کہ زبُور نویس خدا تعالےٰ کا فرستادہ، اس کا مامُور اور اُس کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہے۔

زبُور دوم میں لکھا ہے:۔

" اگرچہ وہ ایک بار پھر اس شخص کی جان لینے کی سعی کریں۔ جس کو تو نے اپنے مُنہ کے کلام سے مامور کیا ہے اور اس کے حواری کی بھی اس کے باوجود اس معرفت سے جس سے تو نے اس کے دل کو لبریز کیا ہے وہ اہلِ فکر کے دلوں میں عرفان کے سوتے جاری کر دے گا۔"

اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ راستباز اُستاد خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا۔ راستباز اُستاد کو ایک دفعہ موت کے منہ سے بچنے کے بعد دوسری دفعہ گرفتار کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے شاگرد کے بھی دشمن درپَے ہیں جو کہ اس کا نائب ہے۔ لیکن یہ لوگ اس میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ کیونکہ نیک اُستاد خدا تعالیٰ کا فرستادہ ہے۔ وہ لوگوں کے دلوں کو عرفان سے معمور کر دے گا۔

حضرت مسیح ناصری نے واقعۂ صلیب کے بعد پطرس کو فرمایا۔ کہ

" اے پطرس! اب تو میری بھیڑوں کی گلہ بانی کر۔ تو میرے برّوں کو چرا۔" (یوحنا ۲۱/۱۵-۱۷)

آپ کی ہجرت کے بعد پطرس یروشلم کی کلیسیا کے سردار تھے۔ سردار کاہن، علمائے یہود اور ہیرودیس بادشاہ کی کوشش یہ تھی کہ پطرس کو گرفتار کر کے اسے مروا دیا جائے۔ اعمال الرسل میں لکھا ہے کہ پطرس کو اس غرض کے لئے گرفتار کیا گیا۔ (۴/۱-۵، ۵/۱۷، ۵/۱۸-۳۳، ۱۲/۲)۔ لیکن وہ کسی نہ کسی طریق سے بچ نکلتے رہے۔ بعد میں پطرس بھی یروشلم سے ہجرت کر کے

مختلف شہروں میں منادی کرتے ہوئے بابل کے یہودیوں میں تبلیغ کے لئے پہنچے۔ (خط پطرس ۱۔ ۵/۱۳)۔ زبُور کے اس حصّہ میں فرستادۂ خدا سے مراد حضرت مسیح ناصری ہیں۔ اور حواری سے مراد پطرس رسول ہیں۔

میڈیکو نے اپنی کتاب میں تسلیم کیا ہے کہ اس زبور میں واضح طور پر حضرت مسیح ناصری اور ان کے حواری کا ذکر ہے۔

زبور سوئم میں لکھا ہے۔

"تو بنی آدم کے روبرُو میرے وجود میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کریگا۔ کیونکہ تیری ہی تقدیس کے طفیل میں جادۂ استقامت پر قائم ہوں۔"

زبور ہشتم الف میں لکھا ہے۔

"اے میرے خداوند! میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ تو نے اپنے میثاق کے نُور کی طرف میرا رُخ پھیر دیا۔ . . . . صبحِ صادق کی طرح عرفان بخشنے کے لئے تو نے مجھے اپنا جلوہ دکھایا۔ لیکن جہاں تک تیرے بندوں کا تعلق ہے وہ میرا مذاق اڑاتے ہیں۔ وہ میرے متعلق یہ نہیں سوچتے کہ میں وُہ ہوں جس میں تیری قدرت جلوہ فرما ہے۔ . . . . اُن کو ابھی علم نہیں ہو پایا۔ کہ تمام مفتریوں اور جھوٹے مُلہموں کے لئے تباہی مقدّر ہے۔ لیکن تیرے کام ہر قسم کے نقص سے پاک ہیں۔ اور تیرے مقاصد بے عیب ہیں۔ . . . اُنہوں نے مجھے تیرا ایسا خادم نہ سمجھا۔ جس میں تیری طاقتوں کا مظاہرہ ہوا۔ وہ نہیں مانتے کہ تو مجھے اپنی قوّت سے منوّر کرتا ہے تاکہ میں اُن کو روشن کرسکوں۔ تو نے مجھے اپنے مُعجزات و

The Riddle of the Dead Sea Scrolls P. 161

آیات کے مخفی راز بتائے ہیں۔ . . . . میں لوگوں کی نگاہوں میں معجزنما کام دکھاؤں گا۔ تیری محبت کی عظمت کے لئے اور ہر ذی رُوح کو تیری تعریف سے آگاہ کرنے کے لئے۔"

روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کے ایک راستباز نبی کا کلام ہے۔

تائیدِ رُوح القدس

قرآن مجید میں ہے۔ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ اس آیت کے پیش نظر زبور ہشتم "ب" قابلِ غور ہے۔ لکھا ہے۔

"یہ صرف روحُ القدس کی برکت ہے جو کہ خدا تعالےٰ نے انسان کے لئے پیدا کی کہ بنی آدم کے راستے سیدھے کئے جاتے ہیں۔ تاکہ وُہ اس کے کاموں کو جان لیں جو کہ قدرتِ تامّہ کے مظہر ہیں۔

زبُور ۱۴ میں فرمایا۔

"میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ اے میرے خداوند۔ کیونکہ تو نے اپنی قدرت سے میری تائید کی اور میرے اندر تُو نے اپنی مقدس رُوح پھونک دی۔ . . . . . تو نے مجھے اپنے مقدس درخت کی شاخ بنایا ہے۔ تو نے مجھے اپنے میثاق پر قائم کیا ہے۔ اور میری زبان تیرے قانونِ شریعت کی مویّد ہے۔ . . . . میں صرف تیری رحمت پر انحصار رکھتا ہوں اور تیرے بے شمار انعامات پر پس تو ایسا کر کہ یہ نعمتیں "شاخ" کی عظمت اور اُس کی

حفاظت کے لئے مخصوص ہو جائیں تاکہ وہ تیری طاقت سے توانائی حاصل کرے۔ . . . . . تو مجھے ابنائے صداقت کے لئے بمنزلہ باپ بنا دے اور ان بندوں کے لئے جو تیری آیات کے خادم ہیں۔ منہ بولے والدین کی مانند . . . . . . تو مجھے اپنے نیک بندوں کی نسلوں اور اولادوں پر حکمران بنائے گا۔ تو میری رُوح کو مدد دے گا اور میری شہنائی کی آواز کو بلند کرے گا۔ تیری صداقت کا نُور سات گنا زائد ہو کر مجھ پر چمکے گا۔ اے ابدی نُور! تو میرے لئے ہے۔"

اس زبور میں راستباز اُستاد نے خود کو شاخ کہا ہے۔ عہد عتیق کے صُحف میں آنے والے مسیح کو شاخ کے نام سے موسُوم کیا گیا۔ حضرت زکریاہ نبی فرماتے ہیں۔

"دیکھ وُہ شخص جس کا نام شاخ ہے وُہ اپنی جگہ سے اُگیگا" (۶/۱۲)

"میں اپنے بندے شاخ نامی کو پیش کروں گا۔" (۳/۸)

مسیح کا یہ ایک خاص نام ہے جو کہ راستباز اُستاد نے اپنے لئے اختیار کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ راستباز اُستاد مسیحِ وقت ہے۔

زبُور ۲۳ "ب" میں لکھا ہے۔

"اے میرے خدا۔ میں نے تیری معرفت پر غور کیا۔ اس ذہن کے ساتھ جو تو نے مجھے عطا کیا اور اس یقین و ایمان کے ساتھ جس میں مَیں نے تیرے عجائبات کے رازوں کو سُنا۔ اپنی رُوح القدس کے ذریعہ تو نے مجھے اپنی حکمت کے مخفی اسرار کا علم عطا فرمایا۔ اور بے کراں چشمہ" (عرفان میرے اندر جاری کیا)

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت مسیح کو کتاب و حکمت سکھائی گئی۔ رُوح القدس کی تائید آپ کو حاصل تھی اور اللہ تعالیٰ کی آیات لے کر وُہ آئے۔ یہ زبُور قرآنی بیان کا مصدق ہے۔

زبُور ۲۷ میں فرماتے ہیں۔

"تو نے اپنے اس خادم کو رُوحِ علم و حکمت عطا کی ہے۔ جس کے باعث میں ہر قسم کے گُناہ سے نفرت کرتا ہوں۔ پس میں تجھ سے بے لُوث محبت کروں گا۔ اپنے تمام دِل سے"

اہلِ قمران کے صحیفہ دستُورالعمل کے آخر میں ایک زبُور میں لکھا ہے۔

"اے خداوند تو مبارک ہے جس نے اپنے خادم کے دل میں عرفان کا چشمہ کھولا۔ . . . . . . تاکہ وُہ تیرے منتخب انسانوں یعنی (رسولوں) میں شامل ہو۔"

یہ سب زبُور ظاہر کر رہے ہیں کہ زبور نویس خدا تعالیٰ کا فرستادہ' اُس کا رسُول اور مسیح موعُود ہے۔

یہود کی دشمنی اور بے پناہ مصائب

اب وہ زبور درج کئے جاتے ہیں۔ جن میں راستباز اُستاد کے مصائب' ایذا رسانیوں اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے نجات کے انتظام کا ذکر ہے۔ اور یہ ذکر ہے کہ دشمن مجھے اسفلُ السّافلین میں گرانا چاہتے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ میرا رفع کرے گا۔ اور میں دُنیا کے وسیع میدانوں میں سفر کرُوں گا اور یہود کی مجالس میں خدا تعالیٰ کی حمد ہوگی۔ یہ مناجات وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ (مائدہ آیت ۱۱۱) کی تفسیر ہیں۔

زبُور ۳ میں لکھا ہے۔

"اے میرے خداوند۔ میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے میری رُوح کو (دوبارہ) زندگی کے بندھن میں باندھا۔ مجھے قریباً موت کے پھندوں سے بچا کر میرے اردگرد حفاظتی دیوار بنا دی۔ ظالموں نے میری جان لینے کی کوشش کی کیونکہ میں تیرے **میثاق** پر قائم ہوں۔ وہ لوگ جو کہ بطالت کے گہرے دوست اور طاغوت کے مشیر ہیں۔ انہوں نے نہ سمجھا۔ لیکن تیرے نزدیک میرا مقدمہ محکم ہے اور تیری رحمت میری رُوح کی محافظ ہے۔ اور تو ہی ہے جو میرے قدموں کی راہنمائی کرتا ہے اور تیری ہی مرضی ہے۔ کہ وُہ میری جان پر قابُو نہیں پا سکے۔ اور تیری ہی شان شریروں کی عدالت کرنا ہے . . . . . . میرا قدم صراطِ مُستقیم پر پُوری طرح گامزن رہیگا۔ اور میں یہود کے حلقوں میں تیرے نام کی ثنا کروں گا۔"

زبُور ۴ میں لکھا ہے۔

"اے میرے خداوند۔ میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ اس لئے کہ تیری نگاہیں میری رُوح پر لگی ہوئی ہیں۔ کیونکہ تُو نے مجھے اُن کے غضب سے بچا لیا ہے۔ جو کہ (تیرے) جھوٹے گیت گاتے ہیں۔

تُو نے "غریب" کی جان بچائی ہے۔ جس کا خُون وُہ اس غرور کی تشہیر کے لئے کہ وہ تیرے عبادت گذار ہیں بہانا چاہتے تھے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ تُو وہ ہستی ہے جو کہ میرے قدموں کو قائم رکھنے والی ہے۔ اور اُنہوں نے مجھے لعنت و ملامت کے لئے چُنا۔ اُن کے کینے

پر جو شر پسند ہیں لیکن اے میرے خدا۔ تو غریب اور بے آسرا کی مدد کو پہنچا زورآور کے ہاتھ سے بچانے کے لئے۔

تُو نے میری جان کو طاقت ور کے پنجہ سے چھڑایا۔ تو نے مجھے ہمت عطا کی کہ میں اُن کے شیطانی مکائد اور رُومنوں کے پاس مُخبری کے خوف سے تیری عبادت کو ترک کرنے کے گناہ سے بچا رہوں اور قلب سلیم جو تو نے مجھے عطا کیا ہے اسے غلط روی سے بچا لُوں۔"

مناجات کے جو ۶۶ ٹکڑے ملے ہیں۔ ایک ٹکڑا ایسا بھی ہے۔ جس میں واضح طور پر "روم رشع" لکھا ہے یعنی "شریر روم" (ٹکڑہ ۵۰)

اس زبور میں دو تین باتیں قابلِ غور ہیں۔ اوّل تو یہ کہ یہودی حضرت مسیح کا خون بہانا ایک عبادت سمجھتے تھے۔ انجیل میں لکھا ہے۔ کہ جب پیلاطوس نے مسیح کے خون بہانے سے انکار کیا۔ تو یہودیوں نے کہا۔ کہ ہم اہلِ شریعت ہیں۔ اور شریعت کے موافق وُہ قتل کے لائق ہے (یوحنا ۱۹)

دوسرا امر قابلِ غور یہ ہے کہ اس زبُور میں حضرت مسیح نے اپنے لئے عبرانی لفظ "اَبیُون" استعمال کیا ہے۔ جس کے معنے غریب کے ہیں۔ ابتدائی عیسائی اس نام سے موسُوم ہوتے تھے۔ کیونکہ حضرت مسیح نے فرمایا ہے۔ کہ "مبارک ہیں وہ جو دِل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی ان ہی کی ہے۔" مُناجات کے ایک ٹکڑے میں لکھا ہے۔

"غریب دل" کو اپنی حشمت و قوت سے آگاہ کر"

پھر اس زبُور میں واضح طور پر ذکر ہے کہ یہودی حضرت مسیح کے خلاف رومنوں کے پاس مخبری کرتے تھے۔ تاکہ وہ اسے باغی سمجھ کر قتل

کر دیں۔ دوسرے زبُور میں سدوم کی شرارتوں کا ذکر ہے۔ یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ یہ زبُور رُومیوں کے اس زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جس میں ایک فرستادۂ حق اور اس کی جماعت کو ستایا گیا۔

زبُور ۸۔ ب میں فرمایا۔

"میں عزم بالجزم لے کر اُٹھوں گا اور جب مجھے اذیّت کا سامنا کرنا ہوگا۔ تو میری رُوح مضبوط ہوگی کیونکہ میں نے تیری کریمی اور تیرے رحمت کے چشموں کو اپنا سہارا بنا لیا ہے۔"

زبُور دہم میں اس اذیّت کا ذکر ہے جو کہ آپ کو پہنچائی گئی۔ اور نجات کے لئے آپ کی دُعاؤں کا ذکر ہے۔ لکھا ہے۔

"تُو نے آہ و پکار کو سُنا جو میری دُکھی رُوح کی گہرائیوں سے نکلی۔ اس اذیّت کے دوران جو کہ انہوں نے مجھے پہنچائی۔ جونہی میں نے تیری جناب میں فریاد کی تو نے مجھے اس اذیّت سے نجات عطا کر دی . . . . . . گناہگار اپنی طاقت کے بَل بوتے پر مجھے نشانۂ ستم بناتے ہیں اور دِن بھر اپنی اذیّتوں کے ساتھ میری جان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ لیکن تو اے میرے خدا۔ میری رُوح کو تندی سے نسیمِ بہاری میں بدل دیتا ہے اور تو غریب کی جان کو بچا لے گا۔ اُن پھاڑ کھانے والے شیروں کی اذیّت سے۔"

اس زبُور کا مضمون انجیل کے مندرجہ ذیل بیان کے مطابق ہے۔ خطِ عبرانیوں میں لکھا ہے۔

"یسُوع نے اپنی بشریت کے دِنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اُس سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے

بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اُس کی سُنی گئی۔" (۵/۷)

زبُور ۱۸ میں لکھا ہے۔

"مُوت اور عالَمِ ارواح میرے ساتھ متصل ہو گئے اور مجھے اپنے اندر سمو لیا۔ میری آنکھیں کٹھالی کی طرح جل رہی ہیں۔ میرے آنسُو جو کہ بہنے والے دریا ہیں۔ وُہ بھی میری آنکھوں کو ٹھنڈا نہیں کر سکے۔ میری رُوح کہیں دُور کھڑی ہے۔ اور میری زندگی نے رُخ بدل لیا ہے۔ کس مپرسی کے عالَم میں مَیں چلاّتا ہوں۔ میری دردیں ایسی تکلیف کی مانند ہیں جو بچہ جننے کے وقت ہوتی ہے۔ اس کے باوجود میری جان سنبھالا لے گی تیری مُعجز نمائی کے نتیجہ میں۔ تو اپنی رحمت کے صدقے مجھے تنہا نہیں چھوڑے گا۔ . . . . . پس تو میری زندگی کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور میری صحت کو برباد نہیں ہونے دے گا۔ تو میری اُمید کو نہیں توڑیگا تو میری رُوح کو توانائی بخشیگا۔ اس وقت جبکہ مجھے بدنی اذیتوں کا مقابلہ درپیش ہوگا۔"

یہ زبُور بھی حضرت مسیح کے واقعۂ صلیب سے پہلے کی دعاؤں کی طرف اِشارہ کر رہا ہے۔ اِنجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح نے اپنے پیش آمدہ مصائب کو دردِ زِہ سے مشابہت دی (یوحنا ۱۶/۲۱) اسی قسم کا بیان مذکورہ زبُور میں بھی آیا ہے۔

زبُور ۱۲ میں فرماتے ہیں۔

"مَیں موت کے دروازہ تک پہنچ گیا ہوں لیکن بلند و بالا حفاظتی دیوار کے اندر مجھے محفوظ کر دیا جائے گا۔ اے میرے خدا۔ تیری

صداقت مجھے بچا لے گی۔"

۳۔ لعنتی مَوت سے نجات۔ ہجرت اور رفعِ رُوحانی کا ذِکر

اب ایسے زبُور درج کئے جاتے ہیں۔
جن میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے
راستباز اُستاد کو موت کے منہ سے بچا لیا
اور وُہ کسی جگہ پناہ گزین ہو گیا۔ لیکن
وہاں بھی اُس کا تعاقب کیا گیا۔ اب
وہ دُنیا کے وسیع میدانوں میں سفر کے
لئے نکل کھڑا ہو گا۔

زبُور ۶ میں لکھا ہے۔

"اے میرے خداوند۔ میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھ موت کے گڑھے سے بچایا۔ اسفلُ السافلین اور اس کی پہنائیوں سے محفوظ رکھا اور تو مجھے سطحِ دُنیا پر لے آیا۔ تاکہ میں اس کے وسیع میدانوں میں چل پھر سکُوں۔ . . . .
تُو نے اس بادیہ پیما کے نفس کو گناہ کی آلودگیوں سے کامل طور پر منزّہ کر دیا ہے تاکہ وہ مقدّسین کی جماعتوں میں اپنی جگہ بنا لے اور جنّتیوں کے گروہ میں وُہ داخل ہو جائے۔"

حدیث میں حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو سیّاح نبی کہا گیا ہے۔ اور ان کے دُور دراز سفروں کا ذِکر ہے۔ قرآن مجید میں وارد ہوا
"وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ" (آلِ عمران)

مذکورہ زبُور اس آیت کے بالکل مطابق ہے:
"اہلِ قرآن کے دستُورالعمل" کے زبُور ۴۱ میں لکھا ہے۔
"اے خداوند تو مبارک ہے۔ جس نے اپنے خادم کے دل میں عرفان کا چشمہ کھولا۔ تُو اپنی باندی کے جَنے ہُوئے کا رفع کرے گا۔ اگر یہ تیری رضا ہو تاکہ وہ تیرے منتخب انسانوں میں شامل ہو اور تیرے حضور ہمیشہ ہمیش کھڑا رہے"
اس زبُور میں باندی سے مراد حضرت مریم ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ کہ

"اے مریم۔ اللہ نے یقیناً تجھے چُن لیا ہے۔ اور پاک کیا ہے اور اَقوامِ عالَم کی عورتوں پر تجھے فضیلت دی ہے (آل عمران آیت ۴۳)
انجیل میں حضرت مریم کا قول درج ہے۔
"دیکھ میں خداوند کی باندی ہوں" (لُوقا ۱/۳۸)
حضرت مریم کی راستباز ماں نے "نَذَرْتُ لَكَ مَا فِىْ بَطْنِىْ مُحَرَّرًا" کہہ کر پیدائش سے قبل ہی اپنے بچہ کو اللہ تعالےٰ کے دین کے لئے وَقف کر دیا تھا۔ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا۔ گویا بچپن ہی سے اسے اللہ تعالیٰ کی باندی بنا دیا گیا تھا۔

اِن دونوں زبُوروں میں صاف ذِکر ہے کہ یہودی حضرت مسیح کو لعنتی مَوت مارنا چاہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو اس موت سے بچا لیا۔ اور وہ آپ کا اپنے رسولوں کی طرح رفع کرے گا اور جنّتیوں کے گروہ میں داخل کرے گا۔ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبَادِىْ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ والا مضمون ہے۔ معراج کی رات حضرت مسیح اور دُوسرے انبیاء

اکٹھے دیکھے گئے۔ گویا مقدسین میں آپ نے اپنا مقام حاصل کر لیا۔
اس زبُور میں دُنیا کے وسیع میدانوں میں آپ کی سیاحت کا بھی ذکر ہے۔ مسیح کے ایک معنی سیاحت کرنے والے کے بھی ہیں۔

زبُور ۸-الف میں لکھا ہے۔

"پس مجھے میرے وطن سے اس طرح نکال دیا گیا جیسے پرندے کو گھونسلے سے۔ میرے عزیز و اقارب مجھے چھوڑ گئے اور وہ مجھے ایک ٹوٹا ہوا برتن سمجھتے ہیں۔ لیکن تُو اے خُدا۔ شیطان کے تمام حربوں کو ناکام کر دے گا۔ اور تیری ہی باتیں پھیلیں گی۔ اور تیرے ہی مقاصد ہمیشہ ہمیش مضبوطی سے قائم رہیں گے۔ . . . . . وُہ دُکھ جن کے باعث میرا دِل فگار ہے۔ جب ختم ہو جائیں گے۔ تو مَیں ملامت سے بالاتر ثابت ہوں گا۔ اور میرا ہاتھ (غلبہ) اُن پر ہوگا جو مجھے حقارت سے دیکھتے تھے۔"

اس زبُور میں واضح طور پر ذکر ہے کہ راستباز اُستاد کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ اُن کے ماننے والے تتر بتر ہو گئے۔ لیکن اُس کا دِل اس یقین سے لبریز ہے کہ میرا مشن برباد نہیں ہوگا اور خدا تعالےٰ مجھے ملامت سے بَری ثابت کرے گا اور میرا ہی غلبہ ہوگا۔

قرآن مجید میں بھی یہی وارد ہوا کہ

"یَاعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ...الخ"
یعنی اے عیسٰی۔ میں تجھے طبعی طور پر وفات دُوں گا۔ تیرا اپنے حضوُر میں رفع کروں گا اور کافروں کے الزامات سے تجھے پاک کروں گا

اور تیرے ماننے والوں کو تیرے منکرین پر تا قیامت غلبہ بخشونگا"

زبُور ۱۸ میں ہے۔

"تو میرے خلاف نفرت کو میری عظمت میں بدل دے"

اس میں بھی یہی مضمُون ہے۔

۴- ہجرت کے بعد سفر

زبُور دہم۔ آپ نے ہجرت کے بعد سفر کے دوران میں لکھا۔ آپ اس میں فرماتے ہیں۔

"میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں اے خداوند۔ کہ تُو نے ایک اجنبی ملک کے سفر میں بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ تو میری کمزوریوں کو نظرانداز کر دے اور مجھے اذیت دینے والوں کے نزدیک اکیلا مت چھوڑ۔ تو مجھے دوزخ کی زندگی سے بچائے گا۔ تُو میری بے بسی میں میرا مددگار ہوگا۔ تو مجھے ایک اجنبی سرزمین میں لے آیا ہے۔ گروہ در گروہ مچھیروں کے درمیان جو پانی کی سطح پر اپنا جال پھیلاتے ہیں۔ اے میرے خداوند تُو مجھے بنی آدم سے مخفی رکھیگا۔ کیونکہ تیری شریعت میرے اندر مُضمر ہے اس آخری لمحے تک۔ جب تک کہ تُو اُن پر قطعی طور پر ظاہر نہ کر دے کہ تو مجھے بچا لیگا۔"

اس زبور میں واقعۂ صلیب کے بعد آپ کے سفر کا ذکر ہے۔ جو کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں آپ نے اختیار کیا۔ قرآن مجید میں وارد ہوا کہ "جہاں کہیں بھی مَیں ہُوں گا اس نے مجھے بابرکت وجود بنایا ہے" (مریم)
اس زبُور میں بھی یہ ذکر ہے کہ اس ہجرت میں بھی اللہ تعالےٰ کی

معیت، اس کی مدد اور نُصرت شاملِ حال ہے۔ اور یہ ذکر ہے کہ اب میں اس وقت تک مخفی زندگی بسر کرُوں گا۔ جب تک کہ حالات سازگار نہیں ہو جاتے۔ سکندریہ کے آثارِ قدیمہ سے نکلنے والے مکتوب میں صاف لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح صلیب سے بچ کر جب یروشلم سے نکلے تو اُن کو ایسینین سلسلہ کے لوگوں نے یہی مشورہ دیا کہ وُہ بالکُل مخفی ہو جائیں کیونکہ اُن کی دوبارہ گرفتاری کا خطرہ تھا۔ حالات کے سازگار ہونے پر آپ باہر نکلیں۔ ہجرت کے بعد آپ گلیل کے سمندر (جھیل طبریاس) کے کنارے پہنچے۔ وہاں ماہی گیر مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ (یوحنا ۲۱/۱۔۱۴)

یہاں چونکہ ایک اجنبی مُلک میں سفر کا ذِکر ہے۔ اس لئے بالکُل ممکن ہے کہ اس سے مراد گلیل نہ ہو بلکہ دمشق ہو کیونکہ حضرت مسیح علیہ السّلام کا دمشق جانا بھی ثابت ہے۔

اعمال الرُسل میں لکھا ہے کہ دمشق کے یہودیوں میں عیسائیت پھیل رہی تھی۔ یروشلم کے کاہن مضطرب تھے۔ انہوں نے پولُوس کو دمشق کے عیسائیوں کی گرفتاری کے وارنٹ دے کر روانہ کیا۔ دمشق کے قریب پولوس پر کشفی رنگ میں حضرت مسیح ظاہر ہوئے، اور وہ ایمان لے آیا (اعمال باب ۹) پولوس کے خط کرنتھیوں سے ظاہر ہے کہ یہ ملاقات کشفی نہیں تھی۔ بلکہ اسی طرح کی ملاقات تھی۔ جیسے حواریوں اور سینکڑوں دوسرے لوگوں سے حضرت مسیح واقعۂ صلیب کے بعد ملے (۱۔ کرنتھیوں ۱۵/۸) اس سے ظاہر ہے کہ واقعۂ صلیب کے بعد حضرت مسیح علیہ السّلام مشرق کے سفر پر جاتے ہوئے دمشق میں

قیام پذیر ہوئے۔ جہاں پولُوس سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ وہ پولوس جو کہ عیسائیوں کو گرفتار کرنے اور اذیت دینے کے لئے آیا تھا۔ آپ کا مُرید بن گیا۔ غالبًا یہی اجنبی مُلک ہے۔ جس کا مذکورہ زبور میں ذکر ہے۔

قاہرہ کے ایک مدفن سے صحیفۂ دمشق مل چکا ہے۔ اس کے بعض حصّے بحیرۂ مُردار کی غاروں سے بھی ملے ہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ بحیرۂ مُردار کے ایسّینی اور جماعتِ دمشق ایک ہی روحانی سلسلہ میں منسلک تھے۔ یہ دونوں یہودی جماعتیں حضرت مسیح پر ایمان لا چکی تھیں۔

صحیفۂ دمشق میں یہ ذکر ہے کہ یروشلم کے ربّیوں کی بداعمالیوں اور ایذا رسانیوں کو دیکھ کر پاکباز لوگوں نے یروشلم کو چھوڑ کر دمشق میں ہجرت اختیار کر لی تاکہ ایک ایسے رُوحانی مرکز کی بنیاد رکھ سکیں جو کہ یروشلم سے دُور اور لاتعلق ہو۔ چنانچہ یہ لوگ یہودیہ سے نکل کر دمشق میں آکر آباد ہو گئے۔ صحیفۂ دمشق سے ظاہر ہے۔ کہ ان لوگوں نے ایسّینی اخوّت کے طریق اور اس کے اصولوں پر ایک جماعت بنائی۔ عام یہود اور ان کے علماء سے یہ لوگ کاملًا متنفّر تھے۔ ایسّینی اخوّت سے اُن کا رُوحانی رشتہ استوار تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح پر جس طرح ایسّینی ایمان لے آئے تھے۔ یہ دمشقی مقدّسین بھی ایمان لے آئے۔ یروشلم کے عیسائی بھی وہاں سے بھاگ بھاگ کر ان میں شامل ہوتے رہے۔ صحیفۂ دمشق میں صاف لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالٰے نے اپنے مسیح کے ذریعہ خبر دی۔ کہ ایک رُوحِ حق آنے والی ہے۔ ایک ایسا موعُود جو کہ سراپا صداقت ہے[1]۔ اور دُنیا کی پیدائش سے قبل جس کی بعثت کا اللہ تعالٰے نے فیصلہ فرمایا تھا۔

[1] میڈریکو کی کتاب "دی رولز آف دی سکرولز" میں صحیفۂ دمشق ۲/۱۲،۱۳

اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لاچکے تھے۔ اور ایک آنے والے نبی کے منتظر تھے۔ صحیفۂ دمشق میں بھی صادق اُستاد کا اسی طرح ذکر ہے جس طرح تفسیرِ حبقوق میں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قمران اور دمشق کے یہود ایک ہی سلک میں پروئے ہوئے تھے۔

فادر ڈی۔ واکس کی تحقیق یہ ہے کہ صحیفۂ دمشق مقدس اُستاد کے ان ماننے والوں نے لکھا ہے جو کہ اپنے آقا کے ہمراہ یہودیہ سے دمشق میں بھاگ گئے[1]۔ اس ہجرت کا زمانہ اندازاً ۱۳۱ سنہ قبل مسیح وہ بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ شواہد یہی بتاتے ہیں کہ یہ خود حضرت مسیح اور اُن کے ماننے والے تھے جو کہ دمشق میں آئے۔

۵۔ دشمنوں کی تباہی

اب ایسے زبُور درج کئے جاتے ہیں۔ جن میں راستباز اُستاد کے دشمنوں کی تباہی اور ان کے مقاصد میں نامرادی کا ذکر ہے۔ اور اُن پر عذاب نازل ہونے کا بیان ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا۔

"بنی اسرائیل میں سے جنہوں نے کفر اختیار کیا۔ ان پر داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی تھی اور یہ اس وجہ سے ہوا تھا کہ انہوں نے نافرمانی کی تھی اور حد سے بڑھتے تھے (المائدہ)

حضرت داؤد نے اپنے زبُوروں میں اور حضرت مسیح نے اپنی مناجات میں بنی اسرائیل کی تباہی کی خبر دی۔ جو کہ حضرت داؤد کے

[1] بحیرۂ مُردار کے صحائف اور بائبل از مرفی صفحہ ۲۵

بعد اشوری اور بابلی بادشاہوں کے ذریعہ اور حضرت مسیح کے بعد طیطس رُومی کے ہاتھوں مکمل ہوئی۔

زبور ۳ میں لکھا ہے۔

"اگرچہ وُہ اپنے تمام آلاتِ حرب میرے ارد گرد جمع کرلیں۔ لیکن اُن کے تیر اس طرح ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے کہ ان کا جوڑنا ناممکن ہوگا اگرچہ اُن کی آوازوں کا مہیب شور سمندروں کے تلاطم کی مانند ہے۔ تاہم ان کی نسل تباہ و برباد ہو جائے گی اور ان میں سے بیشتر آبلوں کی مانند پھوٹ جائیں گے۔

میرا تو یہ حال ہے کہ جب میرا دل پگھل کر پانی کی مانند گداز ہوجاتا ہے۔ میری رُوح تیرے میثاق (دین) پر اور بھی مستحکم ہوگی۔ لیکن اُن کے لئے ایسا ہوگا۔ کہ وہ جال جو انہوں نے میرے لئے پھیلایا۔ ہے۔ وہ اُنہی کے قدموں میں لپٹ جائے گا۔ اور وہ دام جو اُنہوں نے میری رُوح کا شکار کرنے کے لئے بچھایا۔ وُہ انہی پر جا پڑے گا۔ اور میرا قدم صراطِ مستقیم برابری طرح گامزن رہیگا۔ اور میں یہود کے حلقوں میں تیرے نام کی ثنا کروں گا۔

اس زبور میں دشمنوں کی تباہی کا نقشہ کھینچا گیا ہے اور یہ ذکر ہے کہ میں یہود (کی کھوئی ہوئی بھیڑوں) کے پیچھے جاؤں گا۔ اور اُن کے اندر اللہ تعالےٰ کی حمد پھیلے گی۔ یہود کی نسل جس طرح تباہ و برباد ہوئی جوزیفس یہودی مؤرخ کے لکھے ہوئے "یروشلم کے آخری ایام" دُنیا کے سامنے ہیں۔

زبُور ۸۔ الف میں لکھا ہے۔

"وہ تیری شریعت کی پابندی نہیں کرتے اور نہ تیرے کلام کو سُنتے ہیں۔ جب حکمت کی باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے۔ اور تیرے مقاصد کے بارے میں کہتے ہیں کہ پُورے نہیں ہوں گے۔ وہ لوگ جو تیرے میثاق سے مُنہ موڑتے ہیں۔ خود ہی اپنے داؤ میں پھنس جاتے ہیں۔"

زبُور ۱۴ میں لکھا ہے۔

"جو لوگ انصاف کی جھُوٹی دہائی دیتے ہیں۔ تُو انہی کو مُجرم قرار دیتا ہے۔ تاکہ مجھے ظالموں کے حلقہ سے ممیّز کرے۔ کیونکہ تُو کارخانۂ قدرت کے تمام کارہائے دروں سے واقف ہے۔ تُو نے ہر اُس زبان کو تہس نہس کر دیا۔ جو تیرے خلاف بولتی ہے۔ لیکن تُو میرے دل کو برقرار رکھتا ہے۔ تیری تعلیم پر عمل کرتے ہوئے تیری ہی راہِ صداقت پر استقلال اور ہمّت کی طرف میرے قدم بڑھتے ہیں۔ ایسے قدم جو صداقت کے راستوں پر چلنے کے لئے بنے ہیں۔ اور تیرے حضور چلنے والے ہیں۔ دُنیا کے حلقوں اور جلال کی راہوں میں اور ایسے امن کی طرف جو کہ لازوال اور دائمی ہے۔ تُو جو کہ اپنے اس بندے کے سراپا سے واقف ہے۔ خوب جانتا ہے کہ میں اپنی سربلندی کے لئے کسی انسان پر بھروسہ نہیں رکھتا اور نہ ہی ان کی ظالمانہ قوت سے طاقت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ جسمانی پناہیں میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ کوئی طاقت خدائی انصاف سے کسی کو نہیں بچا سکتی . . . . تو میرے

نقارے کی آواز کو ان لوگوں کے مقابل پر بلند کر دے گا جو مجھے بدنام کرتے ہیں۔

اُن کو میرے جلَو میں چلنے والے پیدل اور تیرانداز (فرشتے) ختم کر دیں گے۔ اور وُہ ایسے اُڑ جائیں گے جیسے ہوا کے سامنے خس و خاشاک"

اس زبُور میں دشمنوں کی تباہی اور بربادی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور یہ ذکر ہے کہ میں دنیا کے حلقوں میں پہنچوں گا اور وہاں مجھے امن و قرار ملے گا۔ وَآوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ والا مضمون ہے

۶۔ ایمان لانیوالوں کیلئے خوشخبری

جہاں زبورِ مسیح میں دشمنوں کی تباہی کا ذکر ہے۔ وہاں مومنوں کے لئے بشارتیں بھی موجود ہیں۔

زبُور ۸۔الف میں فرمایا۔

"وہ جو تیرے دل کی راہ پر گامزن ہیں وہ ضرور میرے کلام کو سُنیں گے۔ وہ تیرے لئے صَف بستہ ہوں گے۔ اُن کا فیصلہ صُلحاء کی مجلس میں ہوگا۔ اور تا ابَد مملکتِ صداقت ان کے لئے مقدّر ہے۔ اور تو اُن کو اُن تاریکیوں کی آغوش سے بچائے گا۔ جو اُن کی تاک میں ہیں۔"

تو اُن کے مقدّس (اُستاد) کو اپنے بندوں پر فضیلت دیگا...
. . . . اور ان لوگوں کو پارہ پارہ کر دے گا۔ جو تیرے کلام کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور میرے ذریعہ بہتوں کو نُور بخشیگا۔ اور اپنی قدرت کا ایسا مظاہرہ کرے گا جو تصوّر سے باہر ہے۔"

۷۔ لمبی عُمر پانے کا ذِکر

اب ایسے زبُور درج کئے جاتے ہیں۔ جن میں حضرت مسیح نے فرمایا ہے۔ کہ میں لمبی عمر پاؤں گا۔ **زبُور ۱۸** میں فرماتے ہیں۔

" مجھے نوجوانی سے ہی تُونے اپنے حکیمانہ فیصلوں سے نُور بخشا ہے۔ ثابت شُدہ صداقتوں میں تُونے میرے لئے مُسرّت کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ میں تیری منّت کرتا ہوں اے خداوند۔ کہ بڑھاپے میں بھی تو مجھے مائدہ عطا کر کیونکہ میرا باپ مجھے نہیں جانتا اور میری ماں نے مجھے تیرے ہاتھوں میں سونپ دیا ہے۔ اور تُو ابنائے صداقت کا باپ ہے۔"

زبُور ۲۳ میں فرماتے ہیں۔

" میں تیرے نام کی حمد بیان کروں گا اُن لوگوں کے درمیان جو تجھ سے ڈرتے ہیں . . . . . . اور نماز کی عظمت قائم کرونگا وہ نماز جس میں انسان گداز دل کے ساتھ جھکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور منّت سماجت کرتا ہے ہمہ وقت زندگی بھر۔"

زبُور ۲۴ میں آتا ہے۔

" تُو اپنی محبت کے صدقے ہم سے پیار کر اور ہمارے لئے بیش بہا مسرتوں کے سامان پیدا کر دے۔ لازوال امن، خوشحال اور طویل ایام۔ کیونکہ تیرے منہ کی بات کبھی واپس نہیں لَوٹتی۔

اِن زبُوروں کا مضمون قرآن مجید کے ان بیانات کے مطابق ہے۔ جن میں ذکر ہے کہ حضرت مسیح نے مہد و کہل میں لوگوں سے حکیمانہ کلام کیا اور قرآن مجید میں حضرت مسیح کا قول درج ہے۔ کہ جب تک

میں زندہ رہوں گا۔ نماز قائم کروں گا اور زکوٰۃ دُوں گا۔

۸۔ مقدّس اُستاد کے عقائد

راستباز اُستاد کے عقائد کیا تھے مختلف زبُوروں کے اقتباسات سے ترتیب دی ہوئی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔ جسے " جے۔ ایم۔ الیگرو" نے اپنی کتاب *The Dead Sea Scrolls* میں درج کیا ہے۔

" میں تیرا شُکر ادا کرتا ہوں اے خداوند کہ تُونے میری رُوح کو قبر یا موت کے پھندوں سے نجات دی اور عالم اسفل کے دوزخ سے بچا کر لازوال بلندیوں پر مجھے اُٹھایا۔ اور میں وسیع میدانوں میں چلُوں پھروں گا۔ اور میں جانتا ہوں کہ روزِ محشر حق ہے ان لوگوں کے لئے جنہیں تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ ایک غیر فانی اجتماع میں شمولیت کے لئے

تُونے گمراہوں کو نافرمانی اور سرکشی سے موڑ کر ان کا تزکیۂ نفس کیا تاکہ وہ نیکو کاروں کی صف میں کھڑے ہو سکیں اور آسمان کے فرشتوں کی محفل میں وہ داخل ہو سکیں۔ تو نے انسانوں کو مُتبعِ علم و حکمت کا لازوال حِصّہ عطا کیا ہے تاکہ وہ جماعت میں تیرے نام کی حمد کریں اور تیرے کرشمہ ہائے قدرت کا بیان بار بار تیری مخلوقات کے سامنے کر سکیں۔

اور میں خاک کا تودہ اور راکھ کا ڈھیر ہوں۔ تیری خوشنودی کے بغیر میرا مقصدِ حیات کیا ہوگا۔ تیری مرضی کے بغیر میں کر ہی کیا سکتا ہوں۔ میں کس طرح مضبوط ہو سکتا ہوں۔ بغیر اس کے

کہ تو میری مدد کرے۔ اور میں کس طرح علم و حکمت کو حاصل کروں۔ جب تک کہ تو اس کو میرے لئے پیدا نہ کرے اور اگر تو میرا منہ نہ کھولے تو میں کلام کیسے کروں گا اور میں کیسے جواب دوں سوائے اس کے کہ تو مجھے حکمت سے نوازے۔

ہاں تو ہی ملائکہ کا خداوند ہے۔ صاحبِ جلال لوگوں کا بادشاہ اور ہر رُوح کا مالک۔ تمام مخلوقات کا حکمران اور تیرے بغیر کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی۔ تیری مرضی کے بغیر کسی چیز کا علم حاصل نہیں ہوتا۔ اور تیرے سوا اَور کوئی نہیں۔ تیرے مقابلہ میں قدرتُ طاقت میں تیرا کوئی ہمتا نہیں۔ اور حشمت و جلال میں تیرے سامنے کوئی ٹھہر نہیں سکتا اور تیری کبریائی کی کوئی قیمت ڈال نہیں سکتا۔

میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں اے خداوند کہ تو نے مجھے اپنی ذات پر ایمان کے معاملہ میں عقل عطا کی اور تو نے مجھے اپنے حیرت انگیز رموز و اسرار کا علم عطا کیا اور انسان سے اپنی پُر وفا رحمتوں کی معرفت بخشی۔ گمراہ دلوں کو تو نے رحمتوں سے نوازا۔ اور اس کا مجھے علم دیا۔

دوسرے معبودوں میں اے خدا۔ تجھ جیسا کون ہے؟ اور وفا میں کون تیرا مقابلہ کرسکتا ہے اور تیرے مقابل پر اپنے فیصلہ میں کون سچا ہو سکتا ہے۔ تیری ملامت کے سامنے کوئی شخص دلیل نہیں دے گا۔ تیرے غضب میں تیرے سامنے کوئی نہ ٹھہرے گا۔

لیکن وہ لوگ جو کہ تیرے وفادار بیٹے ہیں۔ ان کو شفاعت کے لئے تو اپنے سامنے لائے گا۔ تو اُنہیں اپنی بے پایاں

قدوسیّت کو کام میں لا کر گناہوں سے پاک و صاف کریگا۔ اور تیری وسیع رحمتیں ان پر چھا جائیں گی۔ اس طرح تو انہیں ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے سامنے کھڑا رہنے کے لئے تیار کرے گا۔ کیونکہ تو ہی خدائے لم یزل ہے اور تیری تمام راہیں حیاتِ لازوال کی طرف راہنمائی کرتی ہیں اور تیرے سوا اور کوئی نہیں۔

مندرجہ بالا اقتباسات صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ حضرت مسیح ناصری کے عقائد بعینہٖ وہ ہیں۔ جو کہ قرآن مجید نے پیش کئے۔ اُن کے زبُور اور مناجات میں موجود الوقت عیسائی عقائد کی طرف اشارہ تک نہیں ملتا۔ توحید کامل، اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت، ذاتِ باری پر توکل اور بھروسہ، انسان کی بے چارگی، اور خدا تعالیٰ کی جلالت، بعث بعد الموت، فرشتوں اور جنت دوزخ کا عقیدہ، یہ سب مضامین ان زبُوروں میں بیان ہوئے ہیں۔ فرستادہُ حق کے مصائب، اُن مصائب سے نجات اور رفع رُوحانی کا ذکر اِن مناجات کا خاص مضمون ہے۔ تثلیث، کفّارہ، الوہیتِ مسیح اور تجسّمِ خدا کے عقائد کی طرف کوئی اشارہ نہیں ملتا۔

زبُور ۲۷ میں فرمایا۔

"اے میرے خداوند میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کیونکہ تو عظیم قدرتوں والا ہے اور تیرے عجائبات کا کارخانہ ازل سے اَبد تک پھیلا ہوا ہے۔ تیری عظیم (رحمت اتنی وسیع ہے کہ) تو ہر اُس انسان کو جو اپنے گناہوں سے تائب اور نادم ہوتا ہے مُعاف کر دیتا ہے۔"

اِن الفاظ پر غور کریں ۔ کفّارۃ المسیح کے لئے کونسی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔

زبور ۲۴ میں فرمایا۔

" وہ انسان کیا ہستی رکھتا ہے جو عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور ہر قسم کے خطرات (سے دوچار ہوا) جس کا خمیر مٹی اور پانی کو گوندھ کر اُٹھایا گیا . . . . . صرف یہ تیرے ہی تقدس کا ثمرہ ہے کہ انسان نیک بنتا ہے۔ اور تیری ہی بے پناہ محبت و شفقت اُسے نیکی کی طرف لاتی ہے۔"

ظاہر ہے کہ خدا کے بیٹے کو صلیب دے کر گناہوں سے نجات کے فلسفہ کو راستباز استاد کی تعلیمات سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے

۹۔ مشن پر کامل یقین

اپنے مشن پر بھرپور یقین ایک نبی ہی کی شان ہے۔

زبور ۱۴ میں فرماتے ہیں۔

" تُو نے مجھے ایک مستحکم مینار کی طرح قائم کیا ہے۔ ایستادہ دیوار کی طرح تُو نے میری عمارت کو ایک مضبوط چٹان پر اُٹھایا ہے۔ کائنات کے ستون میری بنیاد ہیں اور میری تمام دیواریں قلعہ کی چار دیواری کی مانند مضبوط ہیں۔ پس میرے لئے گھبراہٹ کا کوئی موجب نہیں۔

زبور ۲۴ میں فرمایا۔

" تیرے مُنہ کی بات کبھی نہیں ٹلتی اور میں جو کہ تیرا خادم ہوں۔ اس رُوح کے ذریعہ جو تو نے میرے اندر رکھی ہے۔ مَیں

نے جان لیا ہے کہ تیرے تمام کام سچے ہیں اور تیرے کلمات کبھی غلط نہیں ہوتے اور کسی چیز کا اچھا یا بُرا انجام تیری مرضی کے تابع ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبّت اور اُس کی جلالتِ شان کا اظہار

اللہ تعالیٰ ہی علیم و خبیر ہے۔ عالم الغیب والشہادۃ وہی ہستی ہے۔ دستور العمل کے

زبُور میں فرمایا۔

" تُو ہی سب علموں کا منبع ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب تیری رضا سے ہوگا۔ تیرے بغیر کون ہے جو تیری وکالت کا جواب دے سکے۔ تیرے ارادوں کو سوچ سکے۔ تیرے اسرار کی گہرائیوں کا احاطہ کر سکے. اور تیری آیات اور تیری قدرتوں کا اندازہ کر سکے۔"

" کون تیرے جلال کو سمجھ سکتا ہے ۔ ابن آدم جو تیرے عجائباتِ قُدرت میں سے ایک ہے۔ وہ اکیلا ہے ہی کیا ؟ اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا اس کی کیا مجال ہے کہ وہ تیرے سامنے جگہ پا سکے وہ تو مٹی کو گوندھ کر بنایا گیا۔ اور وہ کیڑوں کی خوراک کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ مٹی کا بنا ہوا مٹی میں ہی واپس جائے گا۔ کیونکہ وہ محدود طاقت والا ہے۔" اس زبُور میں انسان کی بیچارگی کا بیان ہے۔

زبُور ۱۹ میں بھی یہی مضمون ہے۔ فرماتے ہیں:-

" انسان اگر مٹی کی پیداوار نہیں تو کیا ہے۔ وہ کس قابل ہے۔ جو خاک ہی سے پیدا ہوا اور خاک ہی میں پیوست ہو جائے گا۔

کہ تُو اس کو اپنے اُن عجائبات سے اطلاع بخشے۔ اور یہ کہ تُو اس کو اپنے سراپا صداقت وجود سے آگاہ کرے اور میں جو کہ مٹی اور راکھ کا ڈھیر ہوں۔ میں کیا تجویز کر سکتا ہوں جب تک تو اس کو نہ چاہے اور تیری رضا کے بغیر میں اَور کس چیز کا تصوّر کر سکتا ہوں . . . . . . ہر چیز کی تخلیق تیرے ہی جلال کا صدقہ ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ

"مسیح ہرگز اس امر کو بُرا نہ منائے گا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ متصور ہو۔" (نساء۔ آیت ۱۷۳)

مذکورہ زبُوروں میں یہی قرآنی حقیقت بیان ہوئی ہے۔

خداتعالیٰ کے نبی کے دِل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے اِن پُر درد اور پُرسوز کلمات پر غور کریں۔ کتنے عجز اور بے چارگی کا اظہار ہے۔ لیکن انہیں لوگوں کو دُنیا نے الوہیت کے سنگھاسن پر بٹھا دیا۔ اور ان کی عبادت شروع کر دی۔ حالانکہ انہوں نے صرف یہ تعلیم دی۔ کہ اُس خدا کی عبادت کرو جو کہ قائم و دائم ہے۔ بڑے سے بڑا انسان بھی مٹی کی خوراک ہے۔ عبادت کے لائق وہی ہستی ہے جو کہ باعثِ تخلیقِ کائنات ہے۔

۱۱۔ نبیٔ موعود کی بشارت

مناجات میں فرستادۂ حق کے ایک مکاشفہ کا ذکر ہے۔ جس میں شیطانی ذریت کے کھُلنے پر بحر و برّ میں فقید المثال فساد برپا ہونے کا نظارہ پیش کیا گیا ہے۔ آخر میں ذکر ہے کہ ایک عظیم الشان موعود نے جنم لیا۔ تو فوراً جہنّم کے دروازے بند ہو گئے اور ذریتِ شیطان کا حملہ دُنیا پر رُک گیا۔

زبُور ۶ میں یہ مضمون بیان ہوا ہے۔

"جہنم کے دروازے پیدا ہونے والے بچّے کے سامنے بند ہو جائیں گے۔ شیطانی ارواح کے لئے دُنیا کے دروازوں پر قفل چڑھا دیئے جائیں گے۔"

بحیرۂ مُردار کی غاروں سے "کتاب الاسرار" کے کچھ حصّے بھی ملے ہیں۔ یہ کتاب عبرانی نظم میں ہے۔ اس میں بھی مذکورہ روحانی انقلاب کا ذکر ہے۔ لکھا ہے۔

"ذریتِ شیطان پا بہ زنجیر ہو جائے گی۔ جس طرح ظلمت اور نور جمع نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح باطل حق کے سامنے ٹھہر نہ سکیگا . . . . جس طرح سُورج دُنیا کو روشن کرتا ہے۔ اسی طرح نُورِ صداقت درخشاں ہوگا اور تمام وہ لوگ ختم ہو جائیں گے جن کی ہلاکت مُعجز نما طریق پر مقدر ہے . . . . . . علم و حکمت سے دنیا معمور ہو جائے گی . . . .

یہ سچی پیشگوئی ہے اور اٹل بات"[1]

میڈکیو کی تحقیق میں یہ نظم عیسائیوں کی پہلی نسل کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔

۱۲۔ پطرس کے زبُور

مناجات میں بعض ایسے زبُور بھی شامل ہیں جو کہ آپ کے کسی حواری نے لکھے ہیں۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ دستور العمل کے ساتھ چوتھا زبُور پطرس کا لکھا ہوا ہے۔ اس زبُور میں وہ یہ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے خدا تعالےٰ کے مامُور کی صورت میں صداقت کا بے بہا خزانہ اور عرفان کا بیکراں چشمہ پا لیا ہے۔ مجھ

[1] The Riddle of the Scrolls. P. 366

سے ایک لغزش ہوئی۔ میں نے ایک گناہ کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی رحمت نے میرے گناہ کو ڈھانپ دیا اور اب میری یہ حالت ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صداقت میرے پاؤں کے نیچے مضبوط چٹان کی مانند ہے۔ فرماتے ہیں۔

"میری آنکھوں نے اُس نصرت کو دیکھا ہے جو بد باطن دیکھنے سے قاصر ہیں . . . . میں نے صداقت کا بیش بہا خزانہ اور قوت کا چشمہ دیکھا ہے جو انسان کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی"

خدا تعالیٰ جن لوگوں کو چُنتا ہے۔ اُن کو ایک دائمی خزانہ بخشتا ہے اس ورثہ کا حصّہ جو مقدّسین کے لئے مقدر ہے (وہ مقدّسین جو کہ) ابنائے جنّت کی معیّت میں ایک جان ہو کر جماعت کے لئے کام کرتے ہیں۔ نیکی کے قیام کے لئے اور ایسی دُنیا کی بناء کے لئے جو ہمیشہ ہمیش قائم رہے گی۔"

آگے لکھتے ہیں۔

"میں نے گناہ کیا ہے۔ میں مجرم ہوں۔ کیونکہ میں اپنے قلب کی معصیت کا غلام بن گیا۔ اور ان لوگوں کا راستہ پسند کیا۔ جو جھوٹ سے دوستی رکھتے اور تاریکی میں چلتے ہیں"

آخر میں فرماتے ہیں کہ

"اللہ تعالےٰ کی رحمت میرے گناہوں کو دھو ڈالے گی۔ اپنے کرم سے وہ مجھے جسمانی کمزوری کی آلودگی . . . . سے بچا لیگا"

اس زبور کے شروع میں فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالےٰ کی صداقت میرے گناہوں کو ڈھانپ لے گی۔ اس نے اپنے چشمۂ عرفان سے روشنی کا دھارا جاری کیا ہے میری آنکھوں

نے اس کے عجائباتِ قدرت کو دیکھا ہے اور میرا دل اس کے مستقبل کے اسرار کی ضوء سے روشن ہے . . . . . اللہ تعالےٰ کی صداقت میرے پاؤں کے نیچے مضبوط چٹان کی مانند ہے۔ اور اس کی قوت میرے داہنے ہاتھ کا سہارا ہے"

اس زبُور میں پطرس نے ایک طرف اپنی اس لغزش کا اقرار کیا ہے جو کہ اپنے آقا کے تین دفعہ انکار کرنے کی صورت میں اس سے سرزد ہوئی۔ اور دوسری طرف اپنی موجودالوقت حالت کا ذکر کیا ہے کہ اب میرا ایمان ایک مضبوط چٹان پر قائم ہے اور ایسی جماعت میرے ساتھ کام کر رہی ہے جو کہ نیکی کے قیام اور نئی دنیا کی تخلیق کے لئے معرضِ وجود میں آئی ہے اور خدا تعالےٰ کے ماموریں کو ماننے والی ہے۔

انجیل میں لکھا ہے کہ پطرس نے جب تین بار انکار کیا تو وہ باہر جاکر زار زار رویا۔ اور اس نے خدا تعالےٰ سے معافی طلب کی (لوقا ۲۲/۶۲)

اللہ تعالےٰ نے اس کی زاری اور ندامت کے آنسوؤں کو قبول فرمایا۔ اور واقعۂ صلیب کے بعد جب حضرت مسیح اُسے ملے تو آپ نے فرمایا کہ میرے بعد تو میرے برّوں کو چَرا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ پطرس وہ چٹان ہے۔ جس پر میری کلیسیا کی عمارت اُستوار ہوگی (متی ۱۶/۱۸)

اس زبُور میں دو دفعہ اس مضبوط چٹان کا ذکر ہے۔ جو کہ پطرس کی بناء ہے۔ یہ بھی ذکر ہے کہ پاکباز لوگوں کی جماعت یک جان ہو کر اشاعتِ حق کے کام میں برسرِ عمل ہے۔ گویا کلیسیا کا ذکر بھی اس زبُور میں موجُود ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ پطرس سے ایک لغزش ہوگئی تھی۔ جو کہ اللہ تعالےٰ نے مُعاف کر دی۔

زبُور ۲ بھی پطرس ہی کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس زبُور میں لکھا ہے۔

"اگرچہ وہ ایک بار پھر اُس شخص کی جان لینے کی سعی کریں۔ جس کو تُو نے اپنے منہ کے کلام سے مامُور کیا ہے اور اس کے حواری کی بھی جان لینے کی کوشش کریں۔ اس کے باوجود اس معرفت سے جس سے تُو نے اس کے دِل کو معمُور کیا ہے وہ اہلِ فکر کے دلوں میں عرفان کے سوتے جاری کر دے گا۔ (یہ معرفت حاصل کرنے والے) لوگ اُس کے علم کو غیر زبانوں میں ڈھالیں گے اور اجنبیوں کی بولیوں میں اُسے پیش کریں گے۔ ان اقوام کے لئے جو ناسمجھ ہیں۔ تاکہ وہ اپنے گناہوں سے تائب ہو جائیں۔"

اس زبُور میں صاف ذِکر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے مامور کی جان لینے کی کوشش ہوئی۔ لیکن وہ بچایا گیا۔ اب دوبارہ اس پر ہاتھ ڈالنے کے لئے دشمن سعی کر رہے ہیں۔ اور اس کے حواری کو بھی گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ جو کہ اس کا نائب ہے۔ لیکن یہ لوگ اس میں کامیاب نہیں ہوں گے بلکہ اس کی بجائے یہ ہوگا کہ مامُورِ خدا کی تعلیم لوگوں کے دلوں میں عرفان کے سوتے جاری کر دے گی۔ اور وہ یہودی جو کہ غیر قوموں میں بسے ہوئے ہیں۔ اور غیر زبانیں بولتے ہیں۔ اُن تک اس کی تعلیم کو انہی کی زبان میں پہنچایا جائے گا۔ تاکہ وُہ راہِ ہدایت پر گامزن ہو جائیں۔

اس زبور میں مرتدین کو شرمسار کرنے کا بھی ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصائب اور مخالفت سے ڈر کر بعض لوگ ارتداد اختیار کر گئے۔ حضرت مسیح کے یہ حواری انہیں شرمسار کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے طاقت طلب کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو کہ راہِ مستقیم پر قائم ہیں۔ ان کے لئے ہدایت کا

ذریعہ بننے کی دُعا کرتے ہیں۔

اس زبُور کے متعلق محققین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں مامور سے مراد حضرت مسیح ناصریؑ ہیں اور یہ حضرت مسیحؑ کے کسی حواری کا لکھا ہوا ہے۔ جس کے زمانہ میں غیر قوموں کی زبانوں میں حضرت مسیح کی تعلیم کو ڈھالا گیا۔ یعنی یونانی، لاطینی اور دوسری زبانوں میں آپ کی تعلیم کو پیش کیا گیا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کے یہ شاگرد پطرس ہی تھے پطرس نے سب سے پہلے غیر قوموں میں توبہ کی مُنادی شروع کی۔ غیر قوموں کو شریعتِ مُوسوی کا مکلّف نہیں بنایا گیا۔ ان کو صرف یہ تعلیم دی جاتی۔ کہ تم اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔ بُتوں کی مکرُوہات سے بچو۔ حرامکاری اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور لہُو سے پرہیز کرو۔ (اعمال باب ۱۵۔ آیات ۶ تا ۲۹)

یہاں یہ واضح رہے کہ جہاں تک مِشن کا تعلق ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تھے۔ لیکن گناہوں سے توبہ کی منادی اور رحمۃً للعٰلمین کی آسمانی بادشاہت کا پیغام سب قوموں کے لئے تھا۔ اعمال الرُسل میں لکھا ہے کہ غیر قومیں شریعت کی مکلّف نہ تھیں (۱۵ ۶ تا ۲۹)۔ ہاں ان کو یہ کہا جاتا کہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔ اور آنے والی آسمانی بادشاہت کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ جس میں دنیا کی سب قومیں داخل ہوں گی۔

نوٹ۔ میڈیکو نے اپنی کتاب "دی رولّ آف دی سکرولز" میں مناجات کا جو انگریزی ترجمہ دیا ہے۔ اسی کا اردو ترجمہ اس باب میں پیش کیا گیا ہے۔

باب چہارم

محققین کے نظریات

صادق اُستاد یسوع ناصری ہیں یا اُن سے پہلے کا کوئی مصلح؟ اس باب میں دنیا کے بہترین محققین کے نظریات مختصراً پیش خدمت ہیں۔

سب سے اوّل فرانس کے عظیم سکالر اے۔ڈوپانٹ سومر نے یہ نظریہ پیش کیا کہ گو صادق استاد کا زمانہ قرائن سے پہلی صدی قبل مسیح میں متعین ہوتا ہے۔ لیکن یسوع ناصری اور صادق اُستاد میں اتنی مشترک قدریں اور حیران کُن مماثلتیں ہیں کہ ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں۔ کہ یسوع ناصری دراصل راستباز اُستاد کے مثیل، بروز اور اوتار ہیں۔ ابتدائی عیسائیت اور اہلِ قران کے حالات دعقائد بھی بالکل مشابہ ہیں۔

۲۶ مئی ۱۹۵۰ء کو ڈوپانٹ سومر نے "فرنچ اکیڈیمی" میں اپنا مقالہ پیش کرکے بحیرۂ مُردار کے تحقیقی حلقوں اور عیسائی دنیا میں ایک سنسنی پھیلادی۔

ڈوپانٹ سومر نے بتایا کہ صادق استاد، اس کی جماعت اور یسوع ناصری اور ابتدائی عیسائیت میں کیا کیا مماثلتیں ہیں (۱) اخلاقی تعلیمات (۲) شریعت موسوی کی تابعداری (۳) ماموریت اور مسیحیت کا دعوے۔ (۴) یروشلم کے مذہبی حلقہ کی شدید مخالفت اور دشمنی. یہودیوں کی طرف سے رومنوں کے ذریعہ موت کی سزا۔ (۵) اسرائیل کی سرکشی اور خونِ ناحق کے باعث یروشلم کی تباہی کی پیشگوئی (۶) مسیح کی آمد ثانی کا عقیدہ (۷) عشائے ربانی کی رسم (۸) اشتراکِ اموال (۹) ایک منظم جماعت یعنی چرچ کا قیام (۱۰) جماعت کے امیر یعنی بشپ کا تقرر۔ یہ دسؔ اور اسی طرح کئی اور امور میں راستباز اُستاد اور یسوع ناصری ہیں اور اُن کی جماعت میں کابل مشابہت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔

اس نظریہ کی وجہ سے یسُوع ناصری کی منفردانہ حیثیت چونکہ خطرہ میں تھی۔ اس لئے مخالفت کا ایک طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد بھی آپ نے کئی مقالات اور ایک مفصّل کتاب لکھی۔ مناجات پر بھی آپ نے ایک مقالہ تحریر کیا۔ نئے عہدنامہ کے سکالرز نے بحیرۂ مردار کے صحائف کا عام طور پر بائیکاٹ کیا ہوا تھا۔ اب دُنیا کے ایسے محققین اس میدان میں اُتر آئے۔ جو کہ اپنے عقائد کی عینک میں دیکھنے کی بجائے حقیقت کو حقیقت کے رنگ میں دیکھنے کے عادی ہیں۔

اب کیمبرج کے ڈاکٹر جے۔ایل ٹیشر (Dr. J. L. Teicher) ہم سے مخاطب ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ صادق استاد اور مسیح ناصری کا زمانہ ایک ہی ہے۔ بلکہ راستباز اُستاد سے مراد دراصل مسیح ناصری ہیں۔ آپ نے ثابت کیا کہ بحیرۂ مُردار کے زیادہ تر صحائف جو کہ غار نمبر ا میں سے برآمد ہوئے وُہ قبل مسیح کے نہیں ہیں بلکہ ابتدائے عیسائیت کی تاریخ کا وہ ایک جُزو ہیں یہ صحیفے ایسینی نہیں بلکہ یہودی عیسائیوں کے ہیں اُنہوں نے جرنل آف جیوش سٹڈیز (Journal of Jewish Studies) میں ۱۹۵۱ء سے لے کر ۱۹۵۳ء تک جو قیمتی مقالے لکھے۔ ان میں اس نظریہ کو مدلّل طریق پر بیان کیا۔ اُن

کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے یہ صحیفے ہیں۔ وہ ابتدائی عیسائی تھے جو کہ ابیونائٹ یعنی غریب دل کہلاتے تھے: اَبیُونی عیسائی پولُوس رسُول کے سخت خلاف تھے۔ پکّے موحّد اور شریعتِ موسوی پر پوری طرح عامل تھے۔ بحیرۂ مُردار کے صحیفوں میں " ابیونیم " نام بکثرت آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابیونی عیسائیوں کے یہ صحائف ہیں۔ پھر راستباز اُستاد اور حضرت مسیح ناصری میں مماثلت ومشابہت بتا رہی ہے کہ یہ دو وجود نہیں بلکہ حضرت مسیح ناصری کا نام ہی صحائفِ قمران میں صادق اُستاد ہے۔

ان کے خیال میں ۳۰۳ عیسوی میں شہنشاہ " وائیوک لیشن " کے زمانہ میں عیسائیوں پر جو ایذا رسانی شروع ہوئی تھی۔ اس وقت یہ صحیفے ابیونی عیسائیوں کے پیروکاروں نے بحیرۂ مُردار کی اس غار میں چھپا دیئے تھے۔

ڈاکٹر ٹیشر کے بعد ایڈمنڈ ولسن بھی ان محققین میں سے ہیں جنہوں نے دوسری توجیہات کرنے کے باوجود اس نظریہ کو بھی بیان کیا ہے کہ راستباز اُستاد اور مسیح میں مماثلت ومشابہت ہے۔ اپنی کتاب The Scrolls from the Dead Sea میں انہوں نے مختلف نظریات کو پیش کیا ہے۔ ان کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محققین نے راستباز اُستاد سے مراد قبل مسیح کے بعض کاہن لئے ہیں۔ بعض نے حضرت یحییٰ علیہ السّلام اور بعض نے حضرت مسیح ناصری کو راستباز اُستاد مانا ہے۔ وُہ یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ وادئ قران بیت لحم سے بڑھ کر عیسائیت کا گہوارہ ہے۔ صادق اُستاد۔

اور مسیح میں مماثلت اور مشابہت بھی اُن کو تسلیم ہے۔ اہلِ قمران دراصل ایسینی فرقہ کے خدا پرست یہودی تھے۔ حضرت یحییٰ انہی لوگوں میں سے ترقی کر کے نبی ہوئے۔ حضرت یحییٰ کے ہاتھ پر حضرت مسیح نے بیعت کی اور بعد میں ایسینی عیسائیت کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ اس طرح حضرت مسیح اہلِ قمران کے آقا بن گئے۔

یہ تاریخی پس منظر ایڈمنڈ ولسن نے بالتفصیل پیش کیا ہے ۔ ان کا اپنا خیال یہی ہے کہ راستباز اُستاد قبل مسیح کی ایک شخصیت ہے یا خود یسوع میں ۱۹۵۷ء میں ایچ۔ ای۔ ڈیل میڈیکو کی کتاب The Riddle of the Scrolls اشاعت پذیر ہوئی۔ ان کی تحقیق میں یہ سب صحائف پہلی اور دوسری صدی سے تعلق رکھتے ہیں۔ زیادہ تر صحیفے پہلی صدی کے ابیونی عیسائیوں اور حضرت یحییٰ کے شاگردوں کا ورثہ ہیں۔ ان شاگردوں کے متعلق خیال ہے کہ وہ عیسائی ہو چکے تھے، قمران کی غاریں اُن کی تحقیق میں ممنوعہ لٹریچر کا مدفن ہیں۔ یہودی ربّی عیسائیوں کے لٹریچر کو ضبط کرنے کے بعد ان غاروں میں دفن کروا دیتے۔ جس تحریر میں یہوواہ کا نام ہو اُسے ضائع کرنا وہ گُناہ خیال کرتے۔ اس قسم کے صحیفوں کو جو کہ اُن کی نظر میں غیر صحیح یا باطل ہوتے وہ ضائع نہیں کرتے تھے۔ بلکہ اُن کو " جےنیزہ " یعنی مدفن میں پہنچا دیتے۔

میڈیکو لکھتے ہیں کہ مناجات میں ایک جگہ حضرت مسیح اور ان کے حواری کا ذکر ہے۔ یہ زبُور آپ کے کسی حواری کا لکھا ہوا ہے۔ زیادہ تر زبور ابتدائی عیسائیوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے صحیفے بھی پہلی صدی عیسوی کے عیسائیوں کا ورثہ ہیں۔ میڈیکو کی کتاب میں غار ۱ کے صحیفوں مثلاً

دستور العمل، تفسیر حبقوق، ابنائے نُور و ظُلمت اور مناجات کا مکمل متن بھی درج ہے۔ اس لحاظ سے یہ کتاب بہت قیمتی ہے۔

۱۹۵۸ء میں کالیرز انسائیکلوپیڈیا اشاعت پذیر ہوئی۔ اس میں بحیرۂ مُردار کے صحائف کے عنوان کے نیچے مذکورہ نظریات کو پیش کیا گیا ہے۔ زیادہ زور اس بات پر دیا ہے۔ کہ عیسائی چرچ اور ایسّینیوں میں شدید مشابہت ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت یحیٰی ایسّینیوں میں سے نبی ہوئے تھے اُن کے ہاتھ پر حضرت مسیح نے بیعت کی اور ایسّینیوں کے مرکز یعنی وادیٔ قمران کے قریب آپ نے چلہ کیا۔ حضرت یحیٰی کے شاگرد اور دوسرے ایسّینی آپ پر ایمان لے آئے۔ پس یسوع مسیح اور ایسّینیوں کے درمیان ایک تاریخی تسلسل قائم ہے۔ مقالہ نویس نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ "راستباز" یا "فرستادہ" کے القاب جو کہ انجیل میں حضرت مسیح کے لئے آئے ہیں دستور العمل میں مقدس استاد کے لئے مستعمل ہوتے ہیں۔ عیسائی چرچ اور ایسّینی کلیسیا میں مشابہت بتا رہی ہے کہ اہلِ قمران ایسّینی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ جو کہ بعد میں عیسائی ہو گئے۔

جے۔ ایم الیگرو نے بحیرۂ مُردار کے صحائف پر براہِ راست کام کیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب The Dead Sea Scrolls میں یہودی مسیحی چرچ اور قمران کے ایسّینی فرقہ کی مشابہت کا بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح کے ابتدائی ماننے والے ایسینی فرقہ میں سے آئے تھے۔ حضرت مسیح علیہ السّلام کا اس تحریک سے قریبی تعلق تھا۔ یوحنّا نبی نے اسی تحریک میں سے جنم لیا۔ پولوس رسول کی عیسائیت سے یہ لوگ بالکل مختلف تھے۔ اُن کے

عقائد مُسلمانوں اور یہودیوں جیسے ہیں۔ اس کتاب کے آخر میں ۱۹۵۳ سے لے کر ۱۹۵۶ء تک بحیرۂ مُردار کے صحیفوں پر جو کتابیں اور مقالات شائع ہوئے ان کی تفصیل دی گئی ہے۔ تین چار سو مقالات اور کتابیں اس عرصہ میں شائع ہوئیں۔ ان میں سے کئی ایک کا موضوع "اہلِ قمران اور ابیونی عیسائیت" ہے۔ یہ سارا لٹریچر قابلِ مطالعہ ہے۔

رولینڈ۔ ای۔ مرفی کیتھولک یونیورسٹی آف امریکا میں السنۂ سامیہ مصری اور سامی لٹریچر کے شعبہ کے ہیڈ ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب عیسائیت کی مدافعت میں لکھی ہے۔ اس کا نام ہے۔

The Dead Sea Scrolls and the Bible.

یہ دلچسپ کتاب قابلِ دید ہے۔ اس سے علم ہوتا ہے کہ بحیرۂ مُردار کے صحائف اور ان سے متعلقہ نظریات پر چرچ کا ردِّعمل کیا ہے۔

۱۹۵۹ء میں The Dead Sea Community کے نام سے کُرٹ شوبرٹ کی ایک تازہ تصنیف شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب اہلِ قمران کی تاریخی، معاشرتی اور مذہبی حیثیت پر ایک مفید کتاب ہے اُس کے آخر میں لٹریچر کی فہرست بھی قابلِ دید ہے۔ فاضل مصنّف نے ثابت کیا ہے کہ ایسّینی اخوّت کے دو حصّے تھے۔ ایک واقفینِ سلسلہ کا گروہ تھا۔ جو کہ شادی سے اجتناب کرتے اور ذاتی اموال بھی نہ رکھتے تھے۔ ان کی زندگی مکمل طور پر سلسلہ کی نذر تھی۔ دوسرا گروہ ان پابندیوں سے آزاد تھا۔ اُن کو شادی کی اجازت تھی۔ ذاتی اموال بھی وہ ایک حد تک رکھ سکتے تھے۔ انجیل یوحنّا اور صحفِ قمران میں بہت سی مشابہتیں ہیں۔ جن کی نشاندہی فاضل مصنّف نے کی ہے۔

الغرض اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ بحیرۂ مردار کے صحائف حضرت مسیح ناصری کے ابتدائی ماننے والوں کا ورثہ اور ترکہ ہیں جو کہ ۱۹۰۰ سال کے بعد دوبارہ عیسائیوں کے ہاتھ میں منتقل ہوا۔ اس کی قدر کرنا اور اس میں سے حقیقت کو تلاش کرنا اب عیسائیوں کا کام ہے۔ ان صحائف میں کسرِ صلیب کا سامان موجود ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے علمِ کلام کی تائید ان صحائف سے پورے طور پر ہو رہی ہے۔ قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کے حقیقی واقعات پیش کرنے کے بعد فرمایا۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ (آل عمران آیت ۶۳) یعنی یقیناً مسیح کا یہی سچا واقعہ ہے جس سے ثابت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ سورۂ مریم میں اس بیان کے بعد فرمایا ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ۔ (سورۂ مریم آیت ۳۵) دیکھو یہ حقیقی مسیح ابن مریم ہے اور یہ اس کا سچا واقعہ ہے جس میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں۔

قرآن مجید نے حضرت مسیح کی زندگی کی سچی تصویر جو پیش کی ہے وہ ان صحائف میں سے برآمد ہو چکی ہے۔ باقی دس غاروں کے صحائف پر دُنیا کے محققین کام کر رہے ہیں ان میں سے بھی قرآن مجید کی تائید کے سامان انشاء اللہ نکلیں گے۔ جب زمین اپنے خزانے پورے طور پر اُگل دے گی تو انسان حیران و ششدر رہ جائیگا کہ ہم کیا مانا کرتے تھے اور حقیقت کیا نکلی ہے۔ پس ہمیں بحیرۂ مُردار کے صحائف کی طرف پُوری توجہ دینا چاہیئے۔ ان صحائف میں اسلامی تعلیمات اور قرآن مجید کی صداقت، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بشارات، حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی حقیقی تعلیم اور ان کی سچی تصویر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لائے ہوئے علمِ کلام کی برتری کے سامان موجود ہیں ؎

باب پنجم

نبیٔ موعود کے متعلق بشارات

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اہلِ قمران کا مشن یہ تھا کہ یروشلم کی مذہبی جماعتوں سے الگ ہو کر بیابانِ یہودا میں تزکیۂ قلوب کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی بادشاہت کی راہ تیار کی جائے۔ وہ اپنے صحائف میں بتکرار یہ ذکر کرتے ہیں کہ انبیاء کی شرائع اور اس کے تابع ہمارے جماعتی قوانین اس وقت تک کے لئے ہیں جب تک کہ عہدِ جدید شروع نہیں ہو جاتا[له] جس کا افتتاح نبیٔ موعود کی بعثتِ مقدسہ پر ہوگا جو کہ سب اقوام کے لئے رحمت بن کر آئے گا۔ وُہ یہ ذکر کرتے ہیں۔ کہ فیجِ اعوج کا خاتمہ اس عظیم الشان نبی کی آمد پر ہوگا۔ ایک نیا نظام اس کی بعثت کے ساتھ جنم لے گا اور ہدایت و نُور سے دُنیا معمور ہو جائے گی۔ دستور العمل میں لکھا ہے

"گذشتہ انبیاء کی شرائع افرادِ جماعت کو اس قابل بناتی ہیں کہ اُن کی روشنی میں وہ اپنی اصلاح کر سکیں۔ یہ شرائع اس وقت تک کے لئے ہیں جب تک کہ وہ "موعود نبی" نہ آجائے جو کہ ہارون اور اسرائیل کے لئے مسیحا ہوگا۔ اس نبی کے لئے جماعت کے لوگ منتظر ہیں"

(دستور العمل ۹/۱۱)

میڈیکو نے اس عبارت کی وضاحت میں لکھا ہے کہ ہارون سے مُراد شریعت اور ہدایت ہے اور اسرائیل سے مراد سیاست اور مملکت۔ یعنی

[له] طالمود کی ایک روایت کی رُو سے تورات کا زمانہ دو ہزار سال تک ممتد ہے۔ اسکے بعد نبیٔ موعود کا دور ہے۔ (طالمود از کامین [illegible])

وُہ نبی صاحب شریعت بھی ہوگا اور صاحب حکومت بھی۔ وہ مقنّن بھی ہوگا اور لڑنے والا بھی۔ پھر میڈیکو نے وضاحت کی ہے کہ عبرانی الفاظ کی رُو سے یہاں یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ دو پیغمبر الگ الگ طور پر آئیں گے۔ پہلے مسیحائے ہارُون اور پھر اسرائیلی مسیح اور یہ معنی بھی مُراد لئے جا سکتے ہیں کہ ایک ایسا نبی آئے گا جو کہ دونوں کام کرے گا۔ یعنی وہ مقنّن بھی ہوگا اور جنگوں میں بھی اسے حصّہ لینا پڑے گا۔ ہم نے ترجمہ میں آخری معنوں کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ حضرت مُوسٰیؑ کی پیشگوئی میں وضاحت موجود ہے کہ وُہ نبی میری مانند ہوگا۔ خدا کا کلام بھی دُنیا کو پہنچائے گا۔ اور اس کے دشمن بھی اس کے ذریعہ نیست و نابود ہونگے۔

(استثناء ۱۸/۱۵ تا ۱۹ و اعمال ۳/۲۲)

صحیفۂ دمشق میں احمد نامی موعود کی پیشگوئی بھی ہے اس کے علاوہ یہ بھی ذِکر ہے کہ نبیٔ موعود کی آمد پر شیطان کا دَورِ حکومت ختم ہو جائے گا اور وُہ ایک نیا قانون اور نئی شریعت پیش کرے گا۔ لکھا ہے۔

"ان قوانین کے مطابق ہر زمانہ میں عمل ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ زمانہ آ جائے جس میں شیطانی دَور ختم ہو جائے گا جبکہ آخری دنوں میں راستباز معلّم آئے گا"[۲]

دوسری جگہ لکھا ہے[۳] کہ یہ موعود جماعت کے آقا کی وفات کے بعد آئے گا۔ اور یہ شخص ہارُون اور اسرائیل کے لئے مسیحا ہوگا۔

1. The Riddle of the Scrolls P. 228
2. " " " " P. 397
3. " " " " P. 407

پھر لکھا ہے۔

"جماعت کے افراد اس قانون کے مطابق چلیں گے یہاں تک کہ شیطانی دَور کے خاتمہ کی گھڑی آ جائے۔ یعنی مسیحائے ہارُون کی بعثت کا وقت!" (صحیفۂ دمشق ۱۲/۲۲)

یہ بھی لکھا ہے کہ سرکش یہودیوں کو ہارُوں اور اسرائیل کے مسیحا کی تلوار کے سپرد کر دیا جائے گا۔[۱]

ظاہر ہے کہ ان بشارات میں آنے والے موعُود کا نام مسیح رکھا گیا۔ یہ لقب بنی اسرائیل کاہنِ اعظم یا انبیاء کے لئے استعمال کرتے تھے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی مسیح تھے۔ لیکن اس میں اُن کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ بائیبل میں داؤد۔ سموئیل۔ اور شہنشاہِ ایران خورس کو بھی خدا تعالےٰ کا مسیح کہا گیا ہے۔ تورات کے موعود نبی کو بھی بنی اسرائیل مسیح کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ جماعت کے آقا سے مراد حضرت مسیح ناصری ہیں۔ جن کے بعد نبی موعُود نے آنا تھا اور یہودی اپنی سرکشی اور بغاوت کی وجہ سے اس کی تلوار سے سزا پانے والے تھے۔

دستورالعمل میں آنے والے عظیم الشان نبی کے لئے مزید لکھا ہے۔

"وہ اللہ تعالےٰ کے لئے جماعت کے میثاق کی تجدید کرے گا۔ خدا تعالےٰ کے نیک بندوں کی حکومت کو دوام بخشنے کے لئے غریبوں سے انصاف کی خاطر۔ دنیا کے متقی لوگوں کو عدل و انصاف سے تنبیہ کرنے کے لئے۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر گامزن ہو سکیں اور پھر متلاشیانِ حق کا رِشتہ خَوف و خُون کے وقت اللہ

۱ صحیفہ دمشق بحوالہ رڈل آف دی سکرولز صفحہ ۴۰۵

تعالیٰ سے مستحکم رکھنے کے لئے۔

اللہ تعالیٰ تجھے لازوال بُلندیوں پر اُٹھائے۔ ایک مضبُوط مینار کی مانند جو بلند و بالا اساس پر قائم ہو۔ . . . تاکہ تیرا عصائے حکومت زمین کو تہ و بالا کر دے اور اپنے مُنہ کے سانس سے تو شریرالنفس (دجّال) کو ہلاک کر دے۔ رُوحِ مشاورت؛ لازوال طاقت، خوفِ خدا اور علم و حکمت سے مسلح ہو کر، راست باز تیری پُشت و پناہ ہوں گے اور ایمان تیری حکمت کی عنان۔

خدا تعالیٰ تیرے سینگوں کو فولاد کا بنائے اور تیرے نعل پیتل کے بن جائیں۔ تو ایک جواں سال مینڈھے کی مانند نکلے۔ اور (شریر) لوگوں کو کیچڑ کی مانند روند ڈالے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے عصائے شاہی کو شہنشاہوں کے اُوپر قائم کیا ہے۔ وُہ آئیں گے اور تیرے حضُور سرِ تسلیم خم کریں گے۔ تمام اقوام تیری خدمت پر مامُور ہوں گی۔ اپنے مقدس نام کی بدولت وہ تجھے مضبُوط کرے گا۔ تو شیر ببر کی مانند ہو گا۔ اور تیرے پیغام بَر دُنیا کے کناروں تک پھیلیں گے۔" لہ

اس بشارت میں نبیٔ موعُود کی جلالی شان پُرشکوہ الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بعثتِ اُولیٰ اور بعثتِ ثانیہ کے کارناموں پر یہ پیشگوئی حاوی ہے۔

ان بشارات کے علاوہ بحیرۂ مُردار کے آثار میں عہدِ عتیق کی پیشگوئیوں

لہ The Dead Sea Scrolls by Allergo P.151

پر مشتمل ایک نسخہ کے بعض حصّے ملے ہیں۔ اس میں تورات کی مثیلِ مُوسیٰ کی پیشگوئی ایک نئی ترتیب کے ساتھ درج ہے۔ پہلے کتاب استثنار باب ۵ آیت ۲۸ و ۲۹ کی وہ عبارت درج ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کا جلوہ دیکھنے سے یکسر انکار کر دیا۔ اُس کے جواب میں کہا گیا۔

"جو کچھ اُنہوں نے کہا ٹھیک کہا۔ کاش اُن میں ایسا ہی دل ہوتا کہ وہ میرا خوف مان کر ہمیشہ میرے حکموں پر عمل کرتے۔ تاکہ سدا اُن کا اور اُن کی اولادوں کا بھلا ہوتا۔"

اس کے بعد استثنا ۱۹/۱۸ کی مندرجہ ذیل عبارت درج ہے۔

"میں اُن کے لئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرُوں گا اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دُوں گا وہی وہ اُن سے کہیگا۔"

اس ترتیب سے ظاہر ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل نے خدائی جلوہ دیکھنے سے یکسر انکار کر دیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کے بھائیوں میں سے نبیٔ موعود کی بعثت کی خبر دی۔ اب بنی اسرائیل کی بہبودی اور اُن کی اَولاد کا بھلا اسی میں ہے کہ نبیٔ موعود جب آئے تو اس پر ایمان لے آئیں۔ جس طرح انہوں نے جلوۂ الٰہی دیکھنے سے انکار کیا تھا اسی طرح اُس کا بھی انکار کر کے اپنے اور اپنی اولاد کے لئے خسران و تباہی کا موجب نہ بنیں۔

یہاں یہ واضح رہے کہ اہلِ قمران سرزمینِ عرب کو اس ارضِ موعود کا حصّہ سمجھتے تھے۔ جس کی حدُود حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو دکھائی

گئیں۔ وہ صاف لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد عرب میں بھی آباد ہوئی۔ عرب کے جنوب سے لے کر شمال تک حضرت ابراہیمؑ نے ارضِ موعود کی حدود دیکھنے کے لئے سفر کیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس سفر کے لئے ارشاد کیا تھا۔ یہ سب باتیں ایک صحیفہ میں لکھی ہیں جو کہ تورات کی کتاب پیدائش کے نمونہ پر لکھا گیا۔ جس کے کچھ حصے وادیٔ قمران سے ملے ہیں۔[1]

صحائفِ قمران کے ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ ایسینی سلسلہ کے لوگ اور ابتدائی عیسائی جن کے یہ صحیفے ہیں۔ نبیٔ موعود کے لئے چشم براہ تھے (اس کا نام "احمد" بتایا گیا) وہ یہ مانتے تھے۔ کہ وہ بنی اسرائیل اور ہارون کے لئے مسیحا بن کر آئے گا۔ اس کی آمد پر سابقہ شریعتیں ختم ہو جائیں گی۔ نئی شریعت کا اجراء ہوگا۔ ایک نیا دَور اور جدید نظام شروع ہوگا۔ وہ قومی موعود نہیں بلکہ عالمی موعود ہوگا اور دُنیا ہدایت اور نُور سے معمور ہو گی۔

The Riddle of the Scrolls. P. 376, 377. [1]

اِسْمُہٗ اَحْمَدُ

قرآن مجید کی سورۂ صف میں آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے ایک پیغمبر کی بشارت دی۔ اور اس کا نام احمد بتایا۔ انجیل میں حضرت مسیح ناصری فرماتے ہیں کہ

"میرے بعد رُوحِ حق آئے گا جو کہ تسلی دہندہ ہوگا" (یوحنا باب ۱۴)

مسلمان علماء کا دعویٰ ہے۔ کہ یہاں احمد کا لفظ تھا جس کا ترجمہ تسلی دینے والا، وکیل یا شفیع کر دیا گیا۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ انجیل یوحنا آرامی زبان سے یونانی میں منتقل ہوئی۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ آرامی انجیل کا جب یونانی میں ترجمہ ہوا۔ تو احمد نام بھی یونانی زبان میں تبدیل کر دیا گیا۔ یونانی میں یہاں لفظ "پاراقلیطوس" ہے۔ جس کے معنی ہیں تسلی دینے والا۔ مگر اسی کے مشابہ ایک اور لفظ یونانی میں "پیریقلیطوس" ہے۔ جس کے معنی ہیں ستودہ، نامدار، بہت سراہا ہوا۔[1] برنباس کی انجیل میں یہی لفظ ہے۔ جو کہ احمد کا صحیح ترجمہ ہے۔

علمائے اسلام کے استدلال کی توثیق صحیفۂ دمشق سے صاف طور پر ہوتی ہے۔ یہ صحیفہ قاہرہ کی ایک مدفون لائبریری سے برآمد ہوا۔ اور اس کے بعض حصے قمران کی غاروں سے بھی ملے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس صحیفہ کو صحائفِ قمران میں شامل کیا جاتا ہے۔

اس صحیفہ میں نبیٔ موعود کی بعثت کا واضح طور پر ذکر ہے۔ سب سے پہلے یہ

---

[1] ینابیع الاسلام از پادری ٹزڈل صفحہ ۱۲۹ +

بتایا گیا کہ بنی اسرائیل کی تباہی اور بربادی کی ساعت سر پر کھڑی ہے۔ لکھا ہے

"اُن کے لئے ایسی کامل تباہی مقدر ہے جس میں اُن کو کوئی مدد نہیں پہنچ سکتی . . . خدا تعالےٰ کو علم ہے کہ اُن کا معین وقت کب تک ہے۔ اُن کے خاتمہ کا دن اور اس کے اسباب سے بھی وہ واقف ہے"

اب نبیٔ موعود کی بشارت دی گئی ہے کہ وہ اِن لوگوں میں سے نہیں آئے گا۔ بلکہ ازل سے اس کی بعثت مقدر ہے۔ الفاظ یہ ہیں:-

"وہ ان (تباہ ہونے والے لوگوں میں سے نہیں آئیگا بلکہ دُنیا کی پیدائش سے قبل ہی اللہ تعالےٰ نے اپنے فرستادہ یعنی "مُصطفےٰ" کو چُن لیا ہے"

اس کے بعد یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر زمانہ میں مقدس نام کے بلند کرنے والے منّاد پیدا کئے۔ موجودہ زمانہ میں اپنے مسیح کو بھیجا جس نے خبر دی کہ اس کے بعد بھی ایک عظیم الشان نبی مبعوث ہوگا جس کا نام **احمد** ہوگا۔ لکھا ہے۔

"نہ صرف زمانۂ حال کے بارے میں اللہ تعالےٰ جانتا ہے بلکہ آنے والے عالمی اَدوار کے متعلق بھی اس کو پُورا پُورا علم ہے اور اس کو اس بات کا بھی علم ہے کہ تا ابد اُن کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ ان تمام زمانوں میں اُس نے (مقدس) نام کے منّاد مبعوث کئے۔ تاکہ سطح دُنیا پر ایسا بقیہ محفوظ رہے جس سے مقدسین کی نسل فروغ پا سکے۔ **اور اللہ تعالےٰ نے اپنے مسیح کے ذریعہ ان کو اپنی رُوحِ مقدس کے بارہ میں علم عطا کیا اور یہ وُہ ہے جو کہ آیْمَدْ (احمد) ہے اور اس کے نام کے معنوں کے مطابق ان کے بھی نام ہیں (جو اس کے مصدق ہیں) لیکن جن لوگوں سے اللہ تعالےٰ نفرت کرتا ہے اُن کو وُہ گمراہی کیطرف پھیر دیتا ہے"** (صحیفۂ دمشق ص ۲ بحوالہ دی رڈل آف دی سکرال ص ۲۹۸)

موجودہ صحیفۂ دمشق کے متعلق یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ اصل صحیفہ کی وہ نقل ہے جو اسلامی دَور کے یہود نے جو کہ قاری فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ تیار کی۔ بالکل ممکن ہے کہ یہودِ مصر نے احمد نام کو کچھ بگاڑ کر لکھا ہو تاکہ یہ کسی عبرانی لفظ کے مشابہ ہو جائے یا ہو سکتا ہے کہ لب و لہجہ کے اختلاف کے باعث احمد کو " ایمد " "EMETH" لکھا گیا ہو۔ "ح" بعض دفعہ بولنے میں گر جاتی ہے یہ بالکل معمولی فرق ہے۔ بہرحال یہ شہادت ایک درخشندہ بُرہان ہے قرآن مجید کی صداقت پر۔ یہ بات اب واضح ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے جس رُوحِ حق کا وعدہ دیا تھا اس کا نام آپ نے **احمد** بتایا تھا نہ کہ تسلی دہندہ۔ شفیع یا وکیل۔

یہ عجیب بات ہے کہ صحیفۂ دمشق میں احمد کا ترجمہ "صدیق" یا "صداقت مجسم" کر دیا گیا۔ محققین نے "آیْمَدْ" کو عبرانی لفظ "اِمتّیٰ" سمجھ کر اس کا ترجمہ صدیق کیا ہے۔ (حضرت یونسؑ کے والد کا نام اِمتّیٰ تھا جس کے معنی راستباز کے ہیں یوناہ ۱:۱) حالانکہ سیاقِ عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک معین نام ہے اور اس نام کے معنوں کے مطابق اور لوگوں کے بھی نام ہیں۔ پس اس کا ترجمہ کرنا ایک غلطی ہے۔

حضرت سلیمان کی غزلُ الغزلات میں "محمدیم" کا ترجمہ "سراپا عشق انگیز" کیا گیا۔ اب یہاں احمد کا ترجمہ "سراپا صِدق" کر دیا گیا۔ کیا ہمارے عیسائی بھائی بائیبل میں داؤد کی جگہ "دوست" اور یسُوع کی بجائے "نجات دہندہ" لکھنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر نہیں۔ تو داؤد اور یسُوع کے ساتھ محمد اور احمد

لہ حرف "د" کو عبرانی میں بعض دفعہ "تھ" لکھتے ہیں۔ جیسے دَفْ کو "تھف" لیکن پڑھا دف ہی جاتا ہے انگریزی میں TH کو "د" بھی پڑھا جاتا ہے جیسے THE یا THAT۔ اسی طرح "محمد" کو "محمٹ" بھی لکھا جاتا ہے یہ سب لب و لہجہ میں فرق کا نتیجہ ہے

کو بھی علی حالہٖ رہنے دیجئے۔ اسم خاص کا ترجمہ نہیں کیا جاتا۔
اس بشارت میں یہ ذکر ہے کہ اللہ تعالٰے نے ہر زمانہ میں (مقدس) نام کے مناد بھیجے ہیں۔ بالکل ممکن ہے کہ یہاں بھی احمد نام کے مناد مراد ہوں۔ بایں صورت بشارت کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ

"نبیٔ موعود اور اس کے مقدس نام کی منادی کرنے والے ہر زمانہ میں مبعوث ہوئے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں مسیح نے خبر دی ہے کہ احمد نامی موعود آنیوالا ہے۔ یہ موعود بنی اسرائیل میں سے نہیں آئیگا۔ کیونکہ اُن کی تباہی کی ساعت سر پر کھڑی ہے۔ بلکہ اللہ تعالٰے نے دُنیا کی پیدائش سے قبل ہی اس کی بعثت مقدر کر رکھی ہے یعنی وُہ قومی موعود نہیں۔ بلکہ عالمی موعود ہوگا۔ یعنی رحمۃٌ للعالمین"

آیت میثاق النبیین میں یہی حقیقت بیان ہوئی ہے کہ ہر نبی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کی وصیت کی اور آپ، کی نصرت و مدد کے لئے قوم سے عہد لیا۔ مقدس پطرس اپنے ایک وعظ میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح ناصری کی بعثت اول کے بعد تورات کا موعود آئے گا۔ جس کے زمانہ کے انقلاب رُوحانی کا ذکر

"خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دُنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں" (اعمال الرسل ۳/۲۱)

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی کتاب نجم الہدیٰ میں فرماتے ہیں:-

"اور اُس کے رسول اُمّی پر درود اور سلام ہو جس کا نام محمد اور احمد ہے یہ دونوں نام اس کے وہ ہیں جو حضرت آدم کے سامنے تمام چیزوں کے نام پیش کئے گئے تھے۔ تو سب سے اول یہی دو نام

پیش ہوئے تھے۔ کیونکہ اس دُنیا کی پیدائش میں وہی دو نام علت غائی ہیں اور خدا تعالٰے کے علم میں وہی اشرف اور اقدم ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ ان دونوں ناموں کے تمام انبیاء علیہم السلام سے اول درجہ پر ہیں۔"

الغرض یہ بشارت مینارِ نُور کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر روشنی ڈال رہی ہے

اس بشارت میں جو یہ ذکر ہے کہ "دُنیا کی پیدائش سے قبل ہی اللہ تعالٰے نے اپنے مصطفٰے کو چُن لیا ہے" یہ حقیقت احادیث میں بھی واضح طور پر بیان ہوئی ہے فرمایا: "میرا نُور سب سے اول پیدا ہوا۔ آدم کا ابھی خمیر ہی اُٹھ رہا تھا۔ کہ میں خاتم النبیین تھا۔" لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہے۔

اس بشارت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اہلِ دمشق مسیح کو ماننے والے تھے جس نے خبر دی کہ میرے بعد احمد نامی روحِ حق آئے گا (یہی الفاظ انجیل یوحنا میں ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہاں "فارقلیط" کا لفظ ہے اور یہاں احمد نام) یہ مزید ثبوت ہے اس امر پر کہ اہلِ دمشق اور اہلِ قمران ابتدائی عیسائیوں سے تعلق رکھتے تھے۔ مکتوبِ سکندریہ میں لکھا ہے کہ بحیرۂ مُردار کے ایسینی حضرت مسیح پر ایمان لا چکے تھے۔ دمشق میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کا جانا ثابت ہے۔ پولوس رسول وہیں آپ سے ملا تھا۔ اعمال میں لکھا ہے کہ دمشق کے بہت سے یہودی عیسائی ہو چکے تھے۔ (اعمال الرسل ۲/۹)

صحیفۂ دمشق انہی عیسائیوں کی ایک قیمتی دستاویز ہے۔ اس دستاویز کے کچھ حصے بحیرۂ مردار کی غاروں سے بھی ملے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے

کہ قمرانی اور دمشقی ایک ہی روحانی سلسلہ میں منسلک تھے۔

اس بشارت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل سے خدا تعالیٰ کی بادشاہت چھین لی جائے گی۔ اُن کی تباہی کی ساعت آچکی ہے۔ نبیٔ موعود ان تباہ ہونے والے لوگوں میں سے نہیں آئے گا۔ یہ سب باتیں بہت واضح طور پر بیان ہوئی ہیں۔

اِسْمُهٗ اَحْمَدُ کی تفسیر میں حضرت امام جماعت احمدیہ تفسیر صغیر میں فرماتے ہیں۔

"اس آیت میں رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی ہے۔ جو انجیل برنباس میں لکھی ہوئی ہے۔ عیسائی اس کو جھوٹی انجیل قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ پوپ کی لائبریری میں پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی دلیل ہے کہ مروجہ اناجیل میں فارقلیدا کی خبر دی گئی ہے۔ جس کے معنے "احمد" ہی کے بنتے ہیں۔ پس اس آیت میں رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلا واسطہ اور آپ کے ایک بروز کی جس کا ذکر اگلی سُورت میں ہے۔ بالواسطہ خبر دی گئی ہے۔"

مدرش کا حوالہ

صحیفۂ دمشق کی بشارت میں لکھا ہے کہ فرستادۂ حق کو دُنیا کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے چُن لیا تھا۔ یہودیوں کی کُتب احادیث میں بھی یہی آیا ہے۔ مدرش میں لکھا ہے کہ مسیح (نبیٔ موعود) کا نام دُنیا کی پیدائش سے پہلے رکھا گیا۔ پھر لکھا ہے کہ مسیح کا نام آسمانی ہیکل کی قربانگاہ پر دنیا کی پیدائش سے قبل کندہ تھا۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ یہودی نبی موعود کو بھی مسیح کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

Qumran Studies by Chaim Rabin P.121 ؎

باب ہفتم

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ

باب دوم کے آخر میں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ وادیٔ قمران کی غاروں سے زبورِ داؤد کی جو تفسیر ملی ہے اس میں راستباز اُستاد اور اس کی غریب جماعت کا بیان موجود ہے اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ یہ تفسیر زبور نمبر ۳۷ کی سترہ آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے۔ راستباز اُستاد اللہ تعالیٰ کا رسُول ہے یروشلم کے یہودی اور سردار کاہن اس کے دشمن ہیں۔ اس کی جماعت کا نام "ابیونیم" یعنی غریب ہے۔ یہود اور اُن کے کاہنوں نے راستباز استاد اور اس کی جماعت کو نشانۂ ستم بنایا۔ صادق اُستاد کو وُہ موت کے گھاٹ اُتارنا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے مُوت کے مُنہ میں سے بچا لیا۔ اس کے بعد یہ ذکر ہے کہ یہود کو دشمنوں کے حوالے کیا جائے گا۔ راستباز اُستاد کے چالیس سال بعد یہ قوم تباہ و برباد ہو جائے گی لیکن صادق اُستاد کی جماعت اس آزمائش میں سے کامیاب و کامران باہر نکلے گی۔

ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ زبور میں لکھا ہے۔ "لیکن جن کو خداوند کی آس ہے وہ ملک کے وارث ہوں گے" اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کی جماعت میں شامل ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلنے والے ہیں۔

۲۔ زبور میں لکھا ہے۔ "کیونکہ تھوڑی دیر میں شریر نابود ہو جائے گا۔ اگرچہ میں اس کی جگہ کو غور سے دیکھوں گا۔ پر وُہ نہ ہوگا" اس آیت میں ان تمام لوگوں کیطرف

اشارہ ہے۔ جو شیطانی راہوں پر عامل ہیں۔ چالیس سال کے بعد اُن کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور (اُن میں سے) کوئی ارض (مقدس) پر باقی نہ رہے گا۔

نوٹ:۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے چالیس سال بعد طیطس رُومی کے ہاتھوں بنی اسرائیل تباہ و برباد ہوئے۔

۳۔ لکھا ہے "حلیم ملک کے وارث ہوں گے اور سلامتی کی فراوانی سے شادماں رہیں گے۔" اس آیت کا اطلاق ابیونیم یعنی غریب (نامی جماعت) پر ہوتا ہے جو مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں جن کو آخرکار تمام مصائب سے نجات مل جائے گی۔ اس آیت میں "عینی ییم (یعنی زمین کے حلیم الطبع لوگوں) کی طرف بھی اشارہ ہے جو کہ (خدا کی راہ میں) ہر قسم کے مصائب اُٹھاتے ہیں۔

نوٹ:۔ اس مقام کی شرح میں گاسٹر نے لکھا ہے۔ کہ "ابیونیم" ابتدائی عیسائیوں کا نام تھا اور "عینی ییم" بھی فلسطین کے ابتدائی عیسائیوں کی اصطلاح تھی۔ [۱]

۴۔ زبُور میں لکھا ہے "شریروں نے تلوار نکالی اور کمان کھینچی ہے۔ تاکہ غریب اور محتاج کو گرا دیں اور راست رَو کو قتل کریں۔ اُن کی تلوار اُن ہی کے دل کو چھیدے گی اور اُن کی کمانیں توڑ دی جائیں گی۔"

اس میں افرائیم اور منساہ [۲] کے شیطان سیرت یہودیوں کی طرف اشارہ ہے جو کہ آزمائش کے وقت راستباز کاہن یعنی (صادق اُستاد) اور اُس کے

[۱] The Dead Sea Scriptures by Theodor H. Gaster. P. 270

[۲] یہودیوں کے مشہور قبائل جو کہ حضرت یوسف کی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

متبعین پر حملہ کر کے ان کو تباہ و برباد کرنے کے منصوبے بنائیں گے لیکن اللہ تعالےٰ اپنے لوگوں کو ان کے ہاتھوں سے بچائے گا اور اس کے بعد خود خدا تعالےٰ کے دشمن جابر اور بے دین لوگوں کے ہاتھوں میں دیدیئے جائیں گے تاکہ وہ اپنے اعمال کی سزا پائیں۔

۵۔ "وُہ کال کے دنوں میں آسودہ رہیں گے لیکن شریر ہلاک ہوں گے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ آنے والی آزمائش کے وقت جب مومن بھوک اور تنگ دستی برداشت کریں گے تو اللہ تعالےٰ اُن کا مددگار ہوگا۔ اور ان کے مقابل پر بداعمال لوگ جو اپنے فرائض کو بجا نہیں لاتے۔ قحط اور طاعون کا شکار ہوں گے (یہودی محاصرۂ یروشلم میں قحط، وبا اور طاعون سے تباہ ہوئے)

۶۔ "وُہ لوگ جو کہ اللہ تعالےٰ سے محبت کرتے ہیں ایسے شخص کی مانند ہوں گے جو برّوں جیسا حسن و جمال رکھتا ہے۔" اس کا اشارہ اللہ تعالےٰ کے فرستادہ کی جماعت کے لوگوں کی جانب ہے۔ جن کو خدا تعالےٰ (اپنے لوگوں کے درمیان) سرورکی اور عزت عطا کرے گا۔ اُن کے درمیان وُہ ایسے ہوں گے جیسے ریوڑ میں مینڈھے۔

۷۔ "وُہ فنا ہو جائیں گے وہ دُھوئیں کی طرح جاتے رہیں گے۔" اس کا اشارہ بے دین لوگوں کے حکمرانوں کی طرف ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کی مخالفت کی۔ وہ چمنی کے دھوئیں کی مانند غائب ہو جائیں گے۔

۸۔ "شریر قرض لیتا ہے اور ادا نہیں کرتا۔ لیکن صادق رحم کرتا ہے۔ اور دیتا ہے کیونکہ جن کو وہ برکت دیتا ہے وُہ زمین کے وارث ہوں گے۔

اور جن پر وُہ لعنت کرتا ہے وُہ کاٹ ڈالے جائیں گے۔"

اس کا اشارہ اس "غریب جماعت کی طرف ہے۔ جو کہ اپنی سب پُونجی مشترکہ بیت المال کے حوالہ کر دیتی ہے۔ یہ لوگ اسرائیل کی انتہائی عظمتوں کے وارث ہوں گے۔ اور اس کی تقدیس میں مسرت پائیں گے لیکن وہ "لعنتی لوگ جن کا کاٹا جانا مقدر ہے" اس سے مراد وُہ ظالم ہیں جنہوں نے اسرائیل کے خلاف شیطانی کارروائیاں کیں۔ یہ لوگ ہمیشہ ہمیش کے لئے کاٹے جائیں گے اور تباہ و برباد ہو جائینگے"

نوٹ:۔ اعمال میں لکھا ہے کہ ابتدائی عیسائی اپنی سب پُونجی بیت المال میں جمع کروا دیتے۔ اس میں سے ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق بانٹ دیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں کوئی محتاج نہ تھا۔ اُن کی سب چیزیں مشترک تھیں (اعمال ۴/۳۲ تا ۳۵)

۹۔ " . . . . . خداوند اُسے اپنے ہاتھ سے سنبھالتا ہے۔"

اس کا اشارہ اس کاہن مقدس یعنی راستباز اُستاد کی طرف ہے جو شریعت کا صحیح مفہوم بیان کرتا ہے . . . . انہوں نے اس کے لئے ایک ایسی جماعت (کلیسیا) کی بنیاد رکھی جو کہ نہایت مضبوط اساس پر قائم ہے۔

۱۰۔ "کامل لوگوں کے ایام کو خداوند جانتا ہے۔ ان کی میراث ہمیشہ کیلئے ہوگی۔ وُہ مصیبت کے اوقات میں تباہی سے بچائے جائیں گے۔"

اس کا اطلاق ان افراد پر ہوتا ہے (جو بے داغ کردار کے مالک اور فرستادۂ خدا کی جماعت (کلیسیا) میں شامل ہیں) جو کہ بالآخر بیابان سے واپس آئیں گے اور امن سے رہیں گے۔ ہزار پُشت تک۔ زمین

کے وُہ وارث ہوں گے اور اُن کی نسل ہمیشہ رہے گی۔

نوٹ:۔ ظاہر ہے کہ فرستادۂ خدا کی یہ جماعت بیابانِ یہودا میں مہاجرت کے دن گذار رہی ہے۔ ان کو امید ہے کہ وُہ ویرانے سے نکل کر بحال ہوں گے۔ اس سے علم ہوتا ہے کہ بیابانِ یہودا کے ایسینی حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لا چکے تھے۔ روشن مستقبل اب اُن کے سامنے ہے۔ تازہ تحقیق یہ ہے کہ ایسینی اخوت کے لوگ رومن حملہ کے نتیجہ میں بیابانِ یہودا سے نکل کر حجاز و اُردن کے مختلف مقامات میں آ کر آباد ہو گئے یہ لوگ ایک غیر اسرائیلی نبی کے منتظر تھے جس نے عرب میں مبعوث ہونا تھا۔ اس لئے مضافات عرب میں ان کے لئے بے پناہ کشش تھی۔ اُن کی نسلیں اِسلام میں جذب ہوگئیں۔ چیم رابن کی کتاب "قمران سٹڈیز" کا باب "اسلام اور جماعت قمران" ملاحظہ ہو۔ خصوصاً صفحہ ۱۲۸۔

۱۱۔ زبُور میں لکھا ہے۔ "شریر صادق کی تاک میں رہتا ہے اور اُسے قتل کرنا چاہتا ہے۔ خداوند اُسے اُس کے ہاتھ میں نہیں چھوڑیگا۔ اور جب اس کی عدالت ہو تو اُسے مُجرم نہ ٹھہرائے گا۔"

اس کا اطلاق شیطان سیرت کاہن پر ہوتا ہے۔ جو راستباز اُستاد کو مَوت کے گھاٹ اُتروا دینا چاہتا ہے۔ اگرچہ وہ اس پر حملہ آور ہوتا ہے لیکن اللہ تعالٰے راستباز اُستاد کو شیطان سیرت کاہن کے ہاتھوں سے بچا لیگا

اب خدا تعالٰے اس کاہن سے انتقام لے گا اور اس کو بیدین جابر لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیگا۔ جو کہ اسے سزا دیں گے۔

ابتدائی عیسائیوں کی اس تفسیر سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ راستباز اُستاد سے مراد حضرت مسیح ناصری علیہ السلام ہیں۔ جن کی جماعت غریب نامی تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی راہوں پر گامزن اور ایک مضبوط بنیاد پر قائم۔ آپ کے دشمن یہودی تھے۔ جو کہ آپ کے قتل کے درپے تھے۔ اور آپ کے ماننے والوں کو مٹا دینا چاہتے تھے۔ لیکن مقدر یہ تھا۔ کہ وُہ خود مٹ جائیں۔ اُن کے سردار کاہن دشمنوں کے سپرد کئے جائیں۔ وہ قحط، طاعون اور وبا سے ہلاک ہوں۔ اللہ تعالےٰ کا فرستادہ اُن کے ہاتھوں سے بچایا جائے۔ غریب جماعت بڑھے۔ پھلے اور پھُولے اور اللہ تعالےٰ کا کلمہ بلند ہو۔ ابتدائی عیسائی کتاب مقدس کی پیشگوئیوں میں مذکورہ باتوں کی جھلک دیکھتے ہیں۔ حبقوق کی تفسیر ہو یا زبُور کی یا میکاہ نبی کے صحیفہ کی۔ ہر بشارت میں فرستادۂ حق اور اس کی جماعت کی تصویر اُبھر کر اُن کے سامنے آ جاتی ہے۔ زبورِ داؤد کی یہ تفسیر صلیبی موت سے نجات پر ایک ایسی شہادت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔

میکاہ نبی کی تفسیر میں بھی انہی باتوں کا اعادہ ہے۔ مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

۱۔ "یہودی قوم کے اُونچے مقام کیا ہیں۔ کیا یروشلم نہیں" (میکاہ ۱/۵)
اس کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو کہ خدا تعالےٰ کے بندوں کو شریعت کا صحیح مفہوم سمجھاتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو جماعت کے اجتماعات میں تبلیغ کرتے ہیں۔ جو کہ فرستادۂ خدا کے ساتھ شامل ہونے کے لئے تیار ہیں۔ یہ لوگ جو کہ شریعت پر عامل ہیں۔ حشر کے روز نجات پانے والے ہوں گے۔

۲۔ "میں سامریہ کو تباہ و برباد کر دوں گا۔" (۱/۲)
اس کا اشارہ یروشلم کے کاہنوں کی طرف ہے جو اللہ تعالےٰ کے بندوں کو گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے یہ دشمن جلا وطن کر دیئے جائیں گے۔

۳۔ "یہ سب اسرائیل کی خطا اور یعقوب کے گھرانے کے گناہ کا نتیجہ ہے" (۱/۵)
اس میں اس مُعلّم کی طرف اشارہ ہے جس نے جھُوٹی تعلیم کے باعث سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ ۱؎

نوٹ:۔ تاریخ کلیسیا میں پادری کینن ڈبلیو۔ پی۔ ہیرس لکھتے ہیں:۔
"ابیونی عیسائی ان ابتدائی عیسائیوں کے جانشینوں میں سے تھے۔ جو پولوس رسول کی مخالفت کرتے تھے۔ اور یہ تعلیم دیتے تھے کہ ہر ایک مسیحی پر خواہ یہودیوں میں سے ہو یا غیر اقوام میں سے۔ موسوی شریعت کا ماننا نجات کے لئے ضروری ہے۔ وہ پولُوس رسول کو ایک جھُوٹا رسُول، انجیل کو بگاڑنے والا کہتے تھے۔ وہ مسیح کی اُلوہیت کا انکار کرتے تھے۔" (صفحہ ۳۹، ۴۰)

ابیونیم کا چونکہ صحائف میں ذکر ہے۔ اس لئے بعض محقق یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ صحائف ایسینیوں کی بجائے ابیونائٹ عیسائیوں کے ہیں۔ اور راستباز اُستاد سے مُراد حضرت مسیح علیہ السلام ہیں۔ اور تعلیمات کو بگاڑنے والا رسول پولُوس ہے۔ صحیح تحقیق یہ ہے کہ یہ صحائف ابتدائی عیسائیوں کے ہیں۔ جنہیں تاریخ میں "یہودی مسیحی" کہا جاتا ہے۔ ان میں سے بیشتر ایسینیوں میں سے آئے

۱؎ زبورِ داؤد اور میکاہ نبی کی تفسیر کا یہ ترجمہ گاسٹر کی کتاب "The Dead Sea Scriptures" کے انگریزی ترجمہ سے کیا گیا ہے۔

یہی لوگ ابیونی کہلائے۔ مسیحؑ کی الوہیت کے یہ لوگ منکر تھے۔ اور پولوس کی رسالت کے قائل نہ تھے۔ گویا یہ صحائف بیک وقت حضرت مسیح کے ابتدائی ماننے والوں، ایسینیوں اور ابیونی عیسائیوں کا ورثہ ہیں۔ اُن کے مندرجات آیت قرآنی وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ کی تصدیق کرتے ہیں۔

مزید وضاحت

تفسیرِ میکاہ میں ظالم سردار کاہن، علمائے یہود اور یروشلم کے یہودیوں کی مخالفت اور فرستادۂ حق کو موت کے گھاٹ اُتار لے کی سازشوں کا ذکر ہے۔ انجیل مرقس میں لکھا ہے۔ کہ یسُوعؑ نے کہا۔

" دیکھو ہم یروشلم کو جاتے ہیں اور ابنِ آدم سردار کاہنوں اور فقیہوں کے حوالہ کیا جائے گا۔ اور وُہ اُسکے قتل کا حکم دیں گے اور اُسے غیر قوموں کے حوالہ کریں گے اور وُہ اُسے ٹھٹھوں میں اُڑائیں گے۔ اس پر تھُوکینگے اور اُسے کوڑے ماریں گے۔" (مرقس ۱۰/۳۲تا۳۴)

اس بیان کی روشنی میں تفسیرِ میکاہ کی شخصیتوں کو سمجھنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

یہ ہے مختصر تبصرہ اس عظیم الشان انکشاف پر۔ جسے ڈارون کے نظریہ اِرتقاء کے بعد عیسائیت کے لئے سب سے بڑا چیلنج قرار دیا جاتا ہے۔